﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد14 | جمعۃ المبارک 11رمئی2007ء | شمارہ19

23ربیع الثانی1428ہجری قمری ❁ 11ہجرت 1386 ہجری شمسی

اس بات سے ڈرو

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:
’’کیا وہ شخص جو امام الصلوٰۃ سے پہلے سر اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کے سر میں تبدیل کر دے یا اس کی صورت گدھے جیسی بنادے‘‘۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب اثم من رفع راسہ حدیث نمبر 650)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جب ایک عظیم الشان آدمی خلعتِ خلافت پہن کر اور کلام الٰہی سے شرف پاکر زمین پر نزول فرماتا ہے، روح القدس خاص طور پر اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس کے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دنیا کے مستعد دلوں پر نازل کئے جاتے ہیں

یہ فرشتے اس خلیفۃ اللہ سے الگ نہیں ہوتے۔ اُسی کے چہرہ کا نور اور اُسی کی ہمت کے آثار جلیّہ ہوتے ہیں جو اپنی قوتِ مقناطیسی سے ہر ایک مناسبت رکھنے والے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں خواہ وہ جسمانی طور پر نزدیک ہو یا دُور ہو اور خواہ آشنا ہو یا بکلّی بیگانہ اور نام تک بے خبر ہو۔

’’مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ جس کسی کے کان سننے کے ہوں سنے۔ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور لوگوں کی نظروں میں عجیب۔ اور اگر کوئی اس امر کی تکذیب کرے تو پہلے راستبازوں کی بھی تکذیب ہو چکی ہے۔ یوحنا یعنی یحیٰ کو جو زکریا کا بیٹا تھا یہودیوں نے ہرگز قبول نہیں کیا حالانکہ مسیح نے اس کے بارے میں شہادت دی کہ یہ وہی ہے جو آسمان پر اٹھایا گیا تھا جس کے پھر آسمان سے اترنے کا پاک نوشتوں میں وعدہ تھا۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ استعاروں سے کام لیتا ہے اور طبع اور خاصیت اور استعداد کے لحاظ سے ایک کا نام دوسرے پر وارد کر دیتا ہے۔ جو ابراہیم کے دل کے موافق دل رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ابراہیم ہے اور جو عمر فاروق کا دل رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک عمر فاروق ہے۔ کیا تم یہ حدیث پڑھتے نہیں کہ اگر اس اُمّت میں بھی محدث ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے تو وہ عمر ہے۔ اب کیا اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ محدثیت حضرت عمر پر ختم ہوگئی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی روحانی حالت عمرؓ کی روحانی حالت کے موافق ہوگئی وہی ضرورت کے وقت پر محدّث ہوگا۔ چنانچہ اس عاجز کو بھی ایک مرتبہ اس بارے میں الہام ہوا تھا فِیْکَ مَادَّۃٌ فَارُوْقِیَّۃٌ۔ سو اس عاجز کو اور بزرگوں کی فطرتی مشابہت سے علاوہ جس کی تفصیل براہین احمدیہ میں بہ بسط تمام مندرج ہے حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے اور اسی فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو مَیں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ مَیں آسمان سے اُترا ہوں اُن پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کے پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کرے گا بلکہ کر رہا ہے۔ اور اگر مَیں چُپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رُکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اُترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے۔ اور اُن کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔

شاید کوئی بے خبر اس حیرت میں پڑے کہ فرشتوں کا اُترنا کیا معنی رکھتا ہے۔ سو واضح ہو کہ عادت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی رسول یا نبی یا محدّث اصلاح خلق اللہ کے لئے آسمان سے اُترتا ہے تو ضرور اس کے ساتھ اور اس کے ہمرکاب ایسے فرشتے اُترا کرتے ہیں کہ جو مستعد دلوں میں ہدایت ڈالتے ہیں اور نیکی کی رغبت دلاتے ہیں اور برابر اُترتے رہتے ہیں جب تک کفر وضلالت کی ظلمت دور ہو کر ایمان اور راستبازی کی صبح صادق نمودار ہو جیسا کہ اللہ جلّشانہ فرماتا ہے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ سَلَامٌ۔ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ(سورۃ القدر:5-6)۔ سو ملائکہ اور روح القدس کا تنزل یعنی آسمان سے اترنا اُسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعتِ خلافت پہن کر اور کلام الٰہی سے شرف پاکر زمین پر نزول فرماتا ہے، روح القدس خاص طور پر اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس کے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دنیا کے مستعد دلوں پر نازل کئے جاتے ہیں۔ تب دنیا میں جہاں جہاں جوہر قابل پائے جاتے ہیں سب پر اُس نور کا پرتَو پڑتا ہے اور تمام عالم میں ایک نورانیت پھیل جاتی ہے اور فرشتوں کی پاک تاثیر سے خود بخود دلوں میں نیک خیال پیدا ہونے لگتے ہیں اور توحید پیاری معلوم ہونے لگتی ہے اور سیدھے دلوں میں راست پسندی اور حق جوئی کی ایک روح پھونک دی جاتی ہے اور کمزوروں کو طاقت عطا کی جاتی ہے اور ہر طرف ایسی ہوا چلنی شروع ہو جاتی ہے کہ جو اس مصلح کے مدعا اور مقصد کو مدد دیتی ہے۔ ایک پوشیدہ ہاتھ کی تحریک سے خود بخود لوگ صلاحیت کی طرف کھسکتے چلے آتے ہیں اور قوموں میں ایک جُنبش سی شروع ہو جاتی ہے۔ تب ناسمجھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ دنیا کے خیالات نے خود بخود راستی کی طرف پلٹا کھایا ہے لیکن درحقیقت یہ کام اُن فرشتوں کا ہوتا ہے کہ جو خلیفۃ اللہ کے ساتھ آسمان سے اترتے ہیں اور حق کے قبول کرنے اور سمجھنے کے لئے غیر معمولی طاقتیں بخشتے ہیں۔ سوئے ہوئے لوگوں کو جگا دیتے ہیں اور مستوں کو ہشیار کرتے ہیں اور بہروں کے کان کھولتے ہیں اور مُردوں میں زندگی کی رُوح پھونکتے ہیں اور اُن کو جو قبروں میں ہیں باہر نکال لاتے ہیں۔ تب لوگ یکدفعہ آنکھیں کھولنے لگتے ہیں اور ان کے دلوں پر وہ باتیں کھلنے لگتی ہیں جو پہلے مخفی تھیں۔ اور درحقیقت یہ فرشتے اس خلیفۃ اللہ سے الگ نہیں ہوتے۔ اُسی کے چہرہ کا نور اور اُسی کی ہمت کے آثار جلیّہ ہوتے ہیں جو اپنی قوتِ مقناطیسی سے ہر ایک مناسبت رکھنے والے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں خواہ وہ جسمانی طور پر نزدیک ہو یا دُور ہو اور خواہ آشنا ہو یا بکلّی بیگانہ اور نام تک بے خبر ہو۔ غرض اس زمانہ میں جو کچھ نیکی کی طرف حرکتیں ہوتی ہیں اور راستی کے قبول کرنے کے لئے جوش پیدا ہوتے ہیں خواہ وہ جوش ایشیائی لوگوں میں پیدا ہوں یا یورپ کے باشندوں میں یا امریکہ کے رہنے والوں میں وہ درحقیقت انہیں فرشتوں کی تحریک سے جو اس خلیفۃ اللہ کے ساتھ اُترتے ہیں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ یہ الٰہی قانون ہے جس میں کبھی تبدیلی نہیں پاؤ گے اور بہت صاف اور سریع الفہم ہے اور تمہاری بدقسمتی ہے اگر تم اس پر غور نہ کرو‘‘۔(’فتح اسلام‘ روحانی خزائن جلد سوم۔ حاشیہ صفحہ10تا 13)

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب رحلت فرما گئے

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت ام وسیم عزیزہ بیگم صاحبہ کے فرزند ارجمند، ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان دارالمسیح کے مکین وامین حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مورخہ 29/اپریل 2007ء بروز اتوار رات پونے نو بجے امرتسر ہسپتال میں اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کی عمر 80 سال تھی۔ چند دن پہلے آپ کو ہارٹ اٹیک اور بخار کی وجہ سے امرتسر ہسپتال میں داخل کرایا گیا تھا۔ ڈاکٹرز کے مطابق آپ کی حالت انتہائی تشویشناک تھی۔

آپ نے 21 سال کی عمر میں درویشانہ زندگی کا آغاز کیا۔ مورخہ 5 مارچ 1948ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حکم کے مطابق آپ شام ساڑھے سات بجے پاکستان سے 14 افراد کے ساتھ قادیان پہنچے۔ درویشان قادیان کے لئے وہ زمانہ انتہائی صبر آزما اور غایت درجہ ابتلاء کا زمانہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک موقع پر آپ کے بارے میں فرمایا کہ مَیں نے اپنا ایک بیٹا اس وادی غیر ذی زرع میں بسا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو کام کی توفیق دے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب عین جوانی میں بطور نمائندہ خاندان حضرت مسیح موعودؑ قادیان میں تشریف لائے اور تاوفات اپنے اس فرض کو خوش اسلوبی اور اولوالعزمی سے نبھایا۔

آپ کی قادیان آمد کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بار ایٹ لاء ابن حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب ابن حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مورخہ 6 مارچ 1948ء کو پاکستان تشریف لے آئے۔ محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب پہلے ناظر اعلیٰ مقرر ہوئے تھے۔ ان کے پاکستان آنے کے بعد 1948ء میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جٹؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان مقرر ہوئے اور آپ کی وفات (21 جنوری 1977ء) کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان مقرر کئے گئے۔ درمیان میں 12 فروری 1986ء تا 28 جولائی 1986ء محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے ناظر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ آپ کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب مرحوم دوبارہ ناظر اعلیٰ کے عہدہ پر فائز ہوئے اور تا وفات اسی عہدہ پر خدمات سلسلہ بجالاتے رہے۔

آپ کی پیدائش یکم اگست 1927ء کو ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ آپ نے بزرگ اساتذہ سے خاص انتظام کے ماتحت دینی علوم حاصل کئے۔ آپ کو صدر انجمن احمدیہ قادیان میں متعدد خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ ناظر دعوت الی اللہ، ناظر تعلیم و تربیت اور صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ (1948ء تا 1981ء) رہے۔ نیز یکم مارچ 1958ء کو قادیان میں وقف جدید کے قیام پر آپ پہلے انچارج وقف جدید مقرر ہوئے۔

آپ نے درویشان قادیان کی تعلیم و تربیت اور فلاح و بہبود کے بہت سے کام کئے، آپ خطابات اور خطبات جمعہ کے ذریعہ ان کی اصلاح و تربیت کے لئے کوشاں رہتے۔ آپ کا درویشوں سے ذاتی تعلق تھا، ان کے اور ان کے خاندانوں کا تعارف حاصل تھا، ہمہ وقت ان کے مسائل حل کرنے کی طرف توجہ رہتی۔ بھارت کی جماعتوں کے قیام و استحکام کے لئے آپ نے متعدد دورے کئے، ان کی تنظیم سازی کی اور جماعتی جلسوں میں شمولیت فرمائی۔ آپ کی قیادت میں دعوت الی اللہ کے ذریعہ بڑی تعداد میں افراد حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ آپ بلند پایہ عالم دین، باکمال مقرر، حلیم الطبع، نرم اور مدبرانہ شخصیت اور قائدانہ صلاحیتوں کے حامل تھے۔ آپ نہایت باوقار، ملنسار، غریبوں کے ہمدرد اور ہردلعزیز وجود تھے۔ آپ اسم بامسمّٰی تھے۔ اپنے نام کی طرح ایک خوبصورت شخصیت کے مالک تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی یادداشت عطا فرمائی تھی۔ بھارت کی احمدی جماعتوں میں شاذ ہی کوئی احمدی خاندان ہوگا جس کے تفصیلی حالات سے آپ واقف نہ تھے اور جن کے ساتھ آپ کا ذاتی تعلق نہ ہو۔ بھارت کے اکثر احمدی احباب بلکہ غیر مسلم بھی آپ سے ذاتی اور خاندانی امور میں مشورہ لیتے تھے اور آپ کے مشورہ اور دعا سے ان کو سکینت اور رہنمائی ملتی تھی۔ قادیان اور بیرون قادیان آپ کو غیروں کی طرف سے بھی بے انتہا عزت اور احترام حاصل تھا وہ آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور آپ کی بزرگی اور حسن اخلاق کے مداح تھے۔

خلیفۂ وقت سے محبت اور اطاعت خلافت میں آپ ایک مثالی مقام رکھتے تھے۔ آپ بھارت میں دارالمسیح کے علاوہ خلافت احمدیہ کے بھی امین تھے۔ آپ نے افراد جماعت میں اتحاد اور یکجہتی کو قائم رکھنے اور ان کے خلافت سے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کے لئے غیر معمولی خدمات سرانجام دیں۔

آپ نے 1991ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور 2005ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قادیان آمد کے موقع پر احباب جماعت کے ساتھ فقید المثال استقبال کیا اور ان کی خدمت کے لئے سرگرم رہے۔

زمانہ درویشی میں آپ کی شادی محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بنت حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سے ہوئی۔ نکاح 26 دسمبر 1951ء کو ہوا۔ محترمہ سیدہ موصوفہ بفضلہٖ تعالیٰ بقید حیات ہیں۔ اللہ ان کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور صحت وتندرستی والی لمبی زندگی سے نوازے۔

محترمہ بیگم صاحبہ کے علاوہ لواحقین میں آپ نے تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

☆محترمہ صاحبزادی امۃ العلیم عصمت صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان اہلیہ محترم نواب منصور احمد خان صاحب وکیل التبشیر تحریک جدید ربوہ۔

☆محترمہ صاحبزادی امۃ الکریم کوکب صاحبہ اہلیہ محترم کیپٹن (ر) ماجد احمد خان صاحب، سیکرٹری پراجیکٹ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ۔

☆محترمہ صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ اہلیہ محترم ڈاکٹر سید ابراہیم منیب احمد صاحب ربوہ۔

☆محترم صاحبزادہ مرزا کلیم احمد صاحب ورجینیا امریکہ۔

ادارہ الفضل اپنی طرف سے اور تمام قارئین الفضل انٹرنیشنل کی طرف سے اس موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ وبچگان اور جملہ افراد خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

سُوئے منزل ہو گئے ہیں کل رواں مرزا وسیم

(مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب۔ ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان کی وفات پر)

سُوئے منزل ہو گئے ہیں کل رواں مرزا وسیم
بارگاہِ ایزدی میں دے کے جاں مرزا وسیم
دوستوں کی بزم میں تھے کس قدر روشن چراغ
مجلسوں کی آپ تھے روحِ رواں مرزا وسیم
عاجزی اُس بے نفس کی دل میں گویا جذب ہے
وہ تبسم اور پھر حُسنِ بیاں مرزا وسیم
مسکراہٹ بانٹتے تھے جو شگفتہ بات سے
کل رُلا کر چل دئے پیر و جواں مرزا وسیم
دے رہے ہیں یہ گواہی وہ مقدس سب مقام
تو نڈر اور مستعد تھا پاسباں مرزا وسیم
پسرِ محمود آپ کے ہم سب پہ جو احسان ہیں
اب جزا ہو خود خدا ہی ، اُس جہاں مرزا وسیم
خاک میں مل کر ملے تم آشنا سے اے امیر!
تم خدا کے قرب میں رہنا وہاں مرزا وسیم
تھا نمونہ حوصلہ و صبر کا تُو عمر بھر
تیری فرقت صبر کا ہے امتحاں مرزا وسیم
تھی خلیفہ کی خوشی میں آپ کی ساری رضا
تھے اطاعت کے لبادے میں نہاں مرزا وسیم

(فاروق محمود۔لندن)

احمدی عورت کا مقام اور ذمہ داری انتہائی اہم ہے کیونکہ احمدیت کی آئندہ نسل کی پرورش آپ کی گود میں ہو رہی ہے یا ہونے والی ہے۔

آج آپ ہی ہیں جنہوں نے اپنے اندر پاک تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کی طرف بھی توجہ دینی ہے اور ان کو بھی یہ توجہ دلانی ہے کہ اس مسیح پاک کی جماعت میں شامل ہو کر تم بھی اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرو۔

احمدی عورت کو پردے کا خیال از خود رکھنا چاہیے۔ خود اس کے دل میں احساس پیدا ہونا چاہئے کہ ہم نے پردہ کرنا ہے، نہ یہ کہ اسے یاد کروایا جائے۔ احمدی عورت نے اگر پردہ کرنا ہے تو اس لئے کرنا ہے کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ ہر احمدی عورت جو ہے وہ اپنا جائزہ لے کہ وہ کہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توقعات پر پورا اتر رہی ہے۔ کہاں تک وہ اس عہد بیعت کو نبھا رہی ہے جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب برموقع جلسہ سالانہ یو۔کے 30 رجولائی 2005ء بروز ہفتہ بمقام رشمور ایرینا۔لندن

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَّ زِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَیْنَکُمْ وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ۔ کَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرٰہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَامًا۔ وَفِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٌ۔ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُھَا کَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (الحدید: 21-22)

اور پھر فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی پاک کتاب قرآن کریم میں مختلف طریقوں سے مختلف پیرایوں سے توجہ دلائی ہے کہ اپنی زندگی کے مقصد کو سمجھو اور میری طرف آؤ۔ اور اس زمانے میں اس مقصد کی طرف ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی ہے۔ پس ہم پر خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں مسیح محمدیؐ کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہوں کو پانے کی طرف توجہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر غور کرنے والے اور ان پر عمل کرنے والے ہوں اور اپنی زندگی کے مقصد کو سمجھنے والے ہوں۔

یہ جو آیات تلاوت کی گئی ہیں (جو پہلے ان میں سے چار آیات تلاوت کی گئی تھیں ان میں سے دو میں نے تلاوت کی ہیں)۔ آپ ترجمہ ان کا سن چکے ہیں دوبارہ میں پیش کر دیتا ہوں۔

فرمایا کہ جان لو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل کود اور نفس کی خواہشات کو پورا کرنے کا ایسا ذریعہ ہے جو اعلیٰ مقصد سے غافل کر دے اور سج دھج اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا ہے اور اموال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنا ہے۔ یہ زندگی اس بارش کی مثال کی طرح ہے جس کی روئیدگی کفار کے دلوں کو لبھاتی ہے۔ پس وہ تیزی سے بڑھتی ہے۔ پھر تُو اسے زرد ہوتا ہوا دیکھتا ہے، پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔ اور آخرت میں سخت عذاب مقدر ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور رضوان بھی۔ جبکہ دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا ایک عارضی سامان ہے۔

اور اگلی آیت میں فرمایا کہ اپنے رب کی مغفرت کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھو اور اس جنت کی طرف بھی جس کی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کی طرح ہے جو ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ عظیم فضل والا ہے۔

یعنی فرمایا تم سمجھتے ہو کہ اس دنیا میں صرف اس لئے آئے ہو کہ اس دنیا کے جو سامان ہیں اس دنیا کی جو چکا چوند ہے دنیاوی معاملات میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی جو دوڑ لگی ہوئی ہے اس فکر میں ہی زندگی گزارنی ہے۔ یہ فکر ہے کہ میرا گھر فلاں رشتہ دار سے اچھا ہو، میرا گھر زیادہ اچھا سجا ہوا ہو، میرے گھر میں فلاں فلاں چیز بھی ہو، میری کار اعلیٰ قسم کی اور نئی ہو، میرے پاس زیور فلاں عورت کے زیور سے زیادہ اچھا ہو۔ فرمایا کہ جان لو کہ تمہاری زندگی کا مقصد یہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کی مثال دے کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ دنیا کی ہوا و ہوس اور کھیل کود میں بسر کرنے والی زندگی اس طرح ہی ہے جس طرح کہ سبزہ، جب بارش پڑتی ہے تو اس کو پانی ملتا ہے تو وہ اور زیادہ خوب صورت اور سرسبز ہو جاتا ہے۔ اپنے ماحول میں دیکھیں بارش کے دنوں میں درختوں کا فصلوں پودوں کا رنگ کتنا خوب صورت لگتا ہے۔ ہر ایک چیز میں ایک خوبصورتی اور چمک ہوتی ہے۔ نکھرا ہوا سبز رنگ ہوتا ہے۔ اور ایسی خوبصورتی ہوتی ہے کہ دل چاہتا ہے کہ انسان دیکھتا رہے۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ ایک وقت آتا ہے کہ اپنی عمر کو پہنچتے ہوئے رنگ بدلنے لگتی ہے۔ مثلاً فصلیں ہیں جب فصل اپنی عمر کو پہنچتی ہے تو اس کا رنگ زرد ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور جب زمیندار فصل سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے کہ اب مجھے فائدہ ہوگا۔ کٹائی کا وقت قریب آگیا تو اس وقت اس پر تیز گرم ہوا یا آندھی، طوفان یا اس طرح کی کوئی چیز آجائے تو وہیں وہ سب کچھ بکھر جاتا ہے اور کسی کام کا نہیں رہتا۔ تو فرمایا کہ جو لوگ اس دنیا کے سامان کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں اور آخرت کی ان کو کوئی فکر نہیں، خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی بھی ان کو کوئی فکر نہیں ہے، اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی ان کو کوئی فکر نہیں ہے ان لوگوں کا انجام بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد ان کے اعمال کی کھیتی ان کو کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ نیک اعمال نہ کرنے کی وجہ سے اور دنیا داری میں پڑے رہنے کی وجہ سے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا نہ کرنے کی وجہ سے سب کچھ ریزہ ریزہ ہو کر ضائع ہو جاتا ہے۔ دنیا داری کے دھندے اور دنیا میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی خواہش، اپنی اولاد پر ناز، اپنی دولت کے گھمنڈ کی وجہ سے ایسے لوگوں کو نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہوتی بلکہ عذاب ملتا ہے۔

اب بڑے کاروباری لوگوں کو دیکھ لیں جب کاروبار تباہ ہوتے ہیں تو ان کا کچھ بھی نہیں رہتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف نہ جھکنے کی وجہ سے اتنا اثر ہوتا ہے کہ دماغوں پر اثر ہو جاتا ہے۔ بعضوں کے بچے جن پر فخر ہوتا ہے وہ فوت ہو جاتے ہیں، اولادیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ جوان اولادیں ہوتی ہیں ان کا اتنا صدمہ اور غم ہوتا ہے کہ وہ پاگل ہو جاتے ہیں۔ تو یہ چیزیں کچھ بھی دینے والی نہیں ہیں۔ دنیا داری کے دھندے اور دنیا میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی خواہش، اپنی اولاد پر ناز اور اپنی دولت کے گھمنڈ کی وجہ سے ان لوگوں کو نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہوتی بلکہ عذاب ملتا ہے جیسا میں نے کہا بلکہ جھلسا دینے والی گرم ہوائیں ملتی ہیں اور قسم قسم کے مختلف عذاب ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ذکر فرمایا ہے۔ مختلف جگہوں پر ان عذابوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسے لوگوں کی کفار سے مثال دی ہے کہ ان کی مثال تو ایسے ہو جاتی ہے۔

لیکن نیک اعمال بجا لانے والوں کے لئے اللہ کا خوف دل میں رکھنے والوں کے لئے اس کی رضا کے طلبگاروں کے لئے اس کی مغفرت اور رحمت اور اس کی رضا کی چادر حاصل کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ پھر یہ چیزیں عطا فرماتا ہے اور اپنے سائے میں لے لیتا ہے۔ ہر گرمی سے انسان کو محفوظ رکھتا ہے اور ہر تپش سے مومن کی بچت ہوتی ہے۔ اور نہ صرف بچت ہوتی ہے بلکہ اس مغفرت کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھ کر زندگی گزارنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے ٹھنڈی ہوائیں ہیں ہمیشہ رہنے والے سبزے ہیں۔ آنکھوں کو تازہ کرنے والے نظارے ہیں، جنت کی مختلف نعمتیں ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ اے مومنو! کسی دھوکے میں نہ رہنا۔ شیطان نے تو یہ قسم کھائی ہوئی ہے کہ میں تمہیں دنیا کے گند اور اس کی چکا چوند میں ہر وقت ڈبونے کی کوشش کروں گا اس کی ظاہری خوب صورتی کے نظارے دکھاؤں گا۔ اس کی زینتیں تم پر اس طرح ظاہر کروں گا کہ تم بے قرار ہو کر اس کی طرف دوڑتے چلے جاؤ گے۔ لیکن یاد رکھو کہ یہ صرف اور صرف شیطان کے دھوکے ہیں۔ یہ زندگی کا عارضی سامان ہے جو تمہیں اس دنیا میں بھی خدا سے دور لے جانے والا ہے اور نتیجۃً اگلے جہان میں بھی اُن دائمی جنتوں سے محروم کرنے والا ہے جن کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔

پس ایک احمدی کو خواہ وہ عورت ہو یا مرد اس طرز پر سوچنا چاہیے اس طرح سے اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا میں اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کر رہا ہوں۔ مَیں جو یہ دعویٰ کرتا ہوں یا کرتی ہوں کہ میں نے آنحضرتؐ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانے کے امام کو مانا ہے میں جو ان خوش قسمتوں میں شامل ہوگئی ہوں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعۃ: 4) یعنی اور ان کے سوا وہ دوسری قوم میں بھی اسے بھیجے گا جو ابھی تک ان سے ملی نہیں۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بگڑی ہوئی قوم کو سیدھے راستہ پر چلا دیا تھا جو دین سے بہت دور جا پڑے تھے، اندھیرے میں پڑے ہوئے تھے۔ انہیں خدا تعالیٰ کی ایسی پہچان کروا دی جو ایک نشان کے طور پر ہے اور ان میں عظیم الشان پاک تبدیلیاں پیدا کر دیں، یہ خلاصہ ہے حضرت مسیح موعودؑ کا جو میں اپنے الفاظ میں پیش کر رہا ہوں۔ پھر آگے حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں ہی بیان کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ: ''ایک گروہ اور ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ وہ بھی اول تاریکی اور گمراہی میں ہونگے اور علم اور حکمت اور یقین سے دور ہونگے تب ان کو بھی خدا صحابہؓ کے رنگ میں لائے گا یعنی جو کچھ صحابہؓ نے دیکھا وہ ان کو بھی دکھایا جائے گا''۔

پس ہر ایک اپنا جائزہ لے کہ کیا جس مقصد کے لئے ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کو مانا ہے، آپ کی بیعت میں شامل ہوئے ہیں اس مقصد کو حاصل کرنے کے

لئے ہمارے قدم بڑھ رہے ہیں یا ہم وہیں کھڑے ہیں۔ صحابہؓ نے اپنے اندر کس طرح تبدیلیاں پیدا کیں اور صحابیات نے اپنے اندر کس طرح پاک تبدیلیاں پیدا کیں۔ دنیا کے کھیل کود کو کس طرح انہوں نے ٹھکرا دیا۔ کس طرح عبادتوں کے معیار قائم کئے۔ کس طرح مالی قربانیوں کے معیار انہوں نے قائم کئے۔ ایسی ایسی صحابیات بھی تھیں جو ساری ساری رات عبادتیں کرتی تھیں اور دن کو روزے رکھتی تھیں آخر ان کے خاوندوں کی شکایت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسلسل سے اتنی زیادہ عبادتیں کرنے سے منع فرمایا۔ ان کے خاوندوں کو ان سے یہ شکوہ نہیں تھا کہ وہ دنیا داری میں پڑی ہوئی ہیں، روز نئے نئے مطالبے ہو رہے ہیں۔ بلکہ ان کے خاوندوں کو اگر کوئی شکوہ تھا تو یہ کہ یہ اپنی عبادتوں میں ضرورت سے زیادہ پڑی ہوئی ہیں اور خاوند اور بچوں کے حقوق صحیح طور پر ادا نہیں کر رہیں۔ تو اسلام جو بڑا اسمویا ہوا مذہب ہے نہ افراط ہے نہ تفریط ہے۔ یہ تو وہ مذہب ہے جو ہر ایک کے حقوق قائم کرنے کے نہ صرف دعویٰ کرتا ہے بلکہ اس نے حقوق قائم بھی کئے ہیں۔ اللہ کے حقوق بھی قائم کئے ہیں اور بندوں کے حقوق بھی قائم کئے ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا اس کے ماننے والوں نے خواہ وہ عورتیں تھی یا مرد، عبادتوں کے بھی اعلیٰ معیار قائم کئے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے بھی اعلیٰ معیار قائم کئے۔ ان عورتوں نے اپنے خاوندوں کے حقوق بھی ادا کئے اور بچوں کے حقوق بھی ادا کئے اور نہ صرف ادا کئے بلکہ جیسا کہ میں نے کہا ان کے اعلیٰ معیار قائم کئے۔

پس ان نمونوں پر آج کی احمدی عورت کو بھی غور کرنا ہوگا تب ہی وہ پہلوں سے ملنے والی کہلا سکتی ہیں۔ آج آپ ہی ہیں جنہوں نے اپنے اندر پاک تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کی طرف بھی توجہ دینی ہے اور ان کو بھی یہ توجہ دلانی ہے کہ اس مسیح پاک کی جماعت میں شامل ہو کر تم بھی اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرو اور پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی طرف قدم بڑھاؤ جس سے وہ مقام حاصل ہو جو پہلوں کو اپنے اندر پاک تبدیلیاں کر کے حاصل ہوا تھا۔ اپنی نسلوں کے ذہنوں میں بھی یہ بات راسخ کرنی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل ہونے کے مقصد کو تم تب ہی ادا کر سکتے ہو جب دنیا کے کھیل کود تمہاری زندگی کا مقصد نہ ہو۔

پس اس لحاظ سے احمدی عورت کا مقام اور ذمہ داری انتہائی اہم ہے کیونکہ احمدیت کی آئندہ نسل کی پرورش آپ کی گود میں ہو رہی ہے یا ہونے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مقام کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تا کہ آپ اور آپ کی نسلیں اس طرز عمل کی مصداق نہ بنیں جو کھیل کود میں مصروف ہو کر نبی کو اکیلا چھوڑنے والے ہوں۔ بلکہ ہر وقت اس سودے اور تجارت کی تلاش میں رہیں کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ اس کھیل کود، خواہشات اور تمہاری خواہشات کے مقابلہ میں بہت اچھا ہے۔ بلکہ یہی ہے جس سے تم اس دنیا میں بھی جنت حاصل کرنے والے ہو گے اور آئندہ زندگی میں بھی۔ پس یہ سوچ ہے جو ہر احمدی کو رکھنی چاہئے اور احمدی عورتوں کو خاص طور پر میں زور دے کر اس لئے کہہ رہا ہوں کہ جیسا کہ مَیں نے کہا آپ صرف اپنی ذمہ دار ہی نہیں بلکہ آپ آئندہ نسلوں کی بھی ذمہ دار ہیں۔ خاوندوں کے گھروں کی نگران ہونے کی حیثیت سے آپ صرف اپنی زینتوں کو چھپانے والی اور ان کی حفاظت کرنے کی ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ مستقبل کے جو باپ اور مائیں بننے والے ہیں انہوں نے بھی وہی رنگ اختیار کرنا ہے جو آپ نے اختیار کیا ہوا ہے، جس کے مطابق آپ اپنی زندگی بسر کر رہی ہیں۔ اس لئے آپ اگلی نسلوں کی زینتوں کی بھی ذمہ دار ہیں۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ کی زینت اور آپ کا فخر ظاہری سج دھج اور مال و متاع یا اولاد نہ ہو جیسا کہ آیت میں ذکر ہے بلکہ آپ اپنے مقام کو سمجھتے ہوئے اس زینت کو اختیار کریں جس کو اللہ نے مومنوں کے لئے پسند کیا ہے اور جس کا ذکر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: يٰبَنِيٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا۔ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ۔ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ (سورة الاعراف: 27) کہ اے بنی آدم! یقیناً ہم نے تم پر لباس اتارا ہے جو تمہاری کمزوریوں کو ڈھانپتا ہے اور زینت کے طور پر ہے اور ہاں تقویٰ کا لباس جو سب سے بہتر ہے یہ اللہ کی آیات میں سے کچھ ہیں تا کہ وہ نصیحت پکڑیں۔

دیکھیں فرمایا کہ سب سے بہتر لباس تقویٰ کا ہے جس سے تمہاری زینت بڑھتی ہے۔ اس لئے پہلی بات تو یہ ہے کہ اپنے ذہن سے یہ بات نکال دو کہ یہ دنیا کی چکا چوند یہ مال و متاع تمہاری زینت ہیں۔ یہ تمہاری زینت نہیں ہیں، نہ ہی تمہارے لئے فخر کا مقام ہے۔ یہ سب عارضی چیزیں ہیں، دھوکے ہیں۔ اگر کسی آفت کی وجہ سے ضائع ہو جائیں تو یہ دنیا جس کی تمہارے نزدیک بہت وقعت ہے یہی تمہارے لئے جہنم بن جاتی ہے جیسا کہ مَیں پہلے کہہ آیا ہوں۔ پس اپنے مقصدِ پیدائش کو پہچانتے ہوئے اس چیز سے اپنے آپ کو سجاؤ جو تمہارے ہمیشہ کام آئے اور وہ ہے تقویٰ۔ اللہ تعالیٰ کا خوف، اس سے پیار، اس سے محبت۔ اور یہی چیز ہے جو تمہاری خوبصورتی کو اور بڑھائے گی۔

اب دیکھیں لباس کا مقصد، مثلاً عورتیں اچھی قسم کے جوڑے پہنتی ہیں اور لباس کی بڑی دلدادہ ہوتی ہیں۔ جنہیں توفیق ہو کپڑے سلوانے کے لئے بڑی محنت کرتی ہیں بڑے بڑے اچھے درزیوں کے پاس جاتی ہیں کہ وہ اچھے اور نئے ڈیزائن کے کپڑے سلوائیں اور پھر ہر کوئی اپنی توفیق کے مطابق نئے اعلیٰ اور عمدہ کپڑے سلوانے کی کوشش کرتا ہے۔ الّا ماشاء اللہ۔ بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو سادگی سے زندگی گزارنے والے ہوں۔ کپڑے سلوانے میں عموماً بڑا تردّد کیا جاتا ہے۔ یہ سب اس لئے ہوتا ہے کہ ایک تو جو بنیادی مقصد ہے، جو ہونا چاہیے وہ یہی ہے کہ کپڑے اس لئے پہنے جاتے ہیں کہ اپنے تن کو ڈھانپا جائے اور ایک احمدی کی حیثیت سے تو چاہے وہ امیر عورت ہو یا غریب ہو، زیادہ خرچ کرنے والا ہو یا کم خرچ کرنے والا ہو، اس کا کم از کم ایک بہت بڑا مقصد یہی ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ننگ کو ڈھانپا جائے اور دوسرا یہ بھی ساتھ ہے کہ فیشن بھی کیا جائے ایسے ڈیزائن بھی پہنے جائیں جو اس ننگ کو ڈھانپنے کے ساتھ ساتھ فیشن ایبل بھی ہوں۔ لیکن اس کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی ہوتے ہیں جن کا مقصد صرف دنیا کو مرعوب کرنا اور فیشن کرنا ہوتا ہے وہ اس بنیادی مقصد کی طرف کم توجہ دیتے ہیں۔ اس لئے یورپ میں دیکھ لیں کہ اس مقصد کو بھلانے کی وجہ سے کہ ننگ کو ڈھانپنا ہے اس کی بجائے یہاں آپ کو عجیب عجیب قسم کے بے ڈھنگے اور ننگے لباس نظر آتے ہیں۔ اور پھر ان ننگے لباس کے اشتہاروں وغیرہ کی فلم بھی اخباروں میں ٹی وی وغیرہ پر آتی ہے۔ تو بہرحال جن لوگوں میں کچھ شرافت ہے ان کا بنیادی مقصد یہی ہوتا ہے کہ اپنے ننگ کو چھپایا جائے اور پھر ٹھیک ہے ظاہری طور پر فیشن بھی تھوڑا بہت کر لیا جائے لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا ایک احمدی عورت کا بنیادی مقصد یہی ہے اور یہی ہونا چاہئے کہ ننگ کو ڈھانپا جائے۔ عورت کی یہ فطرت ہے، جس طبقہ میں اور جس سوچ کی بھی ہو، ایک بات یہ ہے کہ اپنے ماحول میں دوسروں سے نمایاں نظر آنے کی خواہش ہوتی ہے۔ احمدی معاشرے میں اس نمایاں ہونے کے اظہار کا اپنا طریق ہے۔ شاید یہاں ایک آدھ مثال کہیں ملتی ہو جہاں حیا کو زینت نہ سمجھا جاتا ہو لیکن عموماً احمدی لڑکی اور احمدی عورت اپنے لباس میں حیا کے پہلو کو مدِنظر رکھتی ہے۔ جبکہ مغرب میں جیسا کہ میں نے کہا یہاں معاشرے میں حیا کا تصور ہی اٹھ گیا ہے اس لئے یہاں ان قوموں میں جو لباس ہے یہ یا تو موسم کی سختی سے بچنے کے لئے پہنتے ہیں یا فیشن کے لئے۔ اللہ تعالیٰ ہی ان لوگوں کو عقل دے اور خدا کا خوف ان میں پیدا ہو۔

بہرحال ہم جب بات کرتے ہیں احمدی معاشرہ کی عورت کی کرتے ہیں۔ لیکن اس معاشرے میں رہنے کی وجہ سے خطرہ ہے کہ کہیں اِکّا دُکّا کوئی احمدی لڑکی ان سے متاثر نہ ہو جائے۔ بہرحال مَیں ذکر کر رہا تھا کہ یہ خطرہ ہے کہ اس معاشرے کا اثر کہیں احمدیوں پر بھی نہ پڑ جائے۔ عموماً اب تک تو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا ہوا ہے شاید اِکّا دُکّا کوئی مثال ہو اس کے علاوہ۔ لیکن یہ جو فکر ہے یہ مجھے اس لئے پیدا ہو رہی ہے کہ اس کی طرف پہلا قدم ہمیں اٹھتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ کیونکہ اس معاشرے میں آتے ہی جو پردے کی اہمیت ہے وہ نہیں رہی۔ وہ اہمیت پردے کو نہیں دی جاتی جس کا اسلام ہمیں حکم دیتا ہے۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ احمدی عورت کو پردے کا خیال از خود رکھنا چاہیے۔ خود اس کے دل میں احساس پیدا ہونا چاہئے کہ ہم نے پردہ کرنا ہے، نہ یہ کہ اسے یاد کروایا جائے۔ احمدی عورت کو تو پردے کے معیار پر ایسا قائم ہونا چاہیے کہ اس کا ایک نشان نظر آئے اور یہ پردے کے معیار جو ہیں ہر جگہ ایک ہونے چاہئیں۔ یہ نہیں کہ جلسہ پر یا اجلاسوں پر یا مسجد میں آئیں تو حجاب اور پردے میں ہوں، بازاروں میں پھر رہی ہوں تو بالکل اور شکل نظر آتی ہو۔ احمدی عورت نے اگر پردہ کرنا ہے تو اس لئے کرنا ہے کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اور معاشرے کی بدنظر سے اپنے آپ کو بچانا ہے اس لئے اپنے معیاروں کو بالکل ایک رکھیں، دوہرے معیار نہ بنائیں۔ اور یہاں کی پڑھی لکھی لڑکیاں یہاں کی پرورش پانے والی لڑکیاں ان میں ایک خوبی بہرحال ہے کہ ان میں ایک سچائی ہے، صداقت ہے، ان کو اپنا سچائی کا معیار بہرحال قائم رکھنا چاہئے۔ یہاں نوجوان نسل میں ایک خوبی ہے کہ انہیں برداشت نہیں کہ دوہرے معیار ہوں اس لئے اس معاملے میں بھی اپنے اندر یہ خوبی قائم رکھیں کہ دوہرے معیار نہ ہوں۔ اپنے لباس کو ایسا رکھیں جو ایک حیا والا لباس ہو۔ دوسرے جو پردے کی عمر کو پہنچ گئی ہیں وہ اپنے لباس کی خاص طور پر احتیاط کریں اور کوٹ اور حجاب وغیرہ کے ساتھ اور پردے کے ساتھ رہنے کی کوشش کریں۔ غیروں سے پردے کا حکم اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ دیا ہوا ہے۔ یہ کہیں نہیں لکھا کہ خاوندوں کے دوستوں یا بھائیوں کے دوستوں سے اگر وہ گھر میں آ جائیں تو پردہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔ یا بازار میں جانا ہے تو پردہ چھوڑنے کی اجازت ہے یا تفریح کے لئے پھرنا ہے تو پردہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔ حیادار لباس بہرحال ہونا چاہئے اور جو پردے کی عمر میں ہے ان کو ایسا لباس پہننا چاہئے جس سے احمدی عورت پر یہ انگلی نہ اٹھے کہ یہ بے پردہ عورت ہے۔ کام پر اگر مجبوری ہے تو تب بھی پورا ڈھکا ہوا لباس ہونا چاہیے اور حجاب ہونا چاہئے۔ تو پردہ جس طرح جماعتی فنکشن پر ہونا ضروری ہے عام زندگی میں بھی اتنا ہی ضروری ہے۔

بہرحال عورت کی زینت کی بات ہو رہی ہے اور لباسِ تقویٰ کی بات ہو رہی تھی کہ زینت جو ہے وہ تقویٰ کے لباس میں ہی ہے یعنی اس کا ہر فعل خدا تعالیٰ کے خوف اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہو۔ یہ نہ ہو کہ اپنی نفسانی خواہشات کو ترجیح دیتے ہوئے عمل ہو رہے ہوں۔ پس اگر ہر احمدی عورت اس سوچ کے ساتھ اپنی زندگی گزار رہی ہوگی اور لباس تقویٰ کے لئے اس سے بڑھ کر تردّد کر رہی ہوگی جتنا کہ آپ اپنے ظاہری لباس کے لئے کرتی ہیں تو یہ لباس تقویٰ آپ کی چھوٹی موٹی روحانی اور اخلاقی بُرائیوں کو چھپانے والا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی نظر آپ پر ہوگی۔ اس وجہ سے کہ اللہ کا خوف ہے تقویٰ کو اپنا لباس بنانے کی کوشش کرتی ہیں خدا تعالیٰ کمزوریوں کو دور کرنے کی بھی توفیق دیتا ہے اور دے گا اور ایمان میں ترقی کرنے کی بھی توفیق دے گا۔ کیونکہ اس توجہ کی وجہ سے جو آپ اپنے آپ کو لباس تقویٰ میں سمیٹنے کے لئے کریں گی آپ کو خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے کے بھی مواقع ملیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے آگے نیک نیتی سے جھکنے والوں کی دعاؤں کو قبول بھی کرتا ہے، ان کو ضائع نہیں کرتا۔ پھر اس سے مزید نیکیوں کی توفیق ملتی چلی جائے گی۔ وہ ایسے جھکنے والوں کی طرف اپنی مغفرت کی چادر پھیلاتا ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی چادر تلے آ جائے تو پھر انہیں راستوں پر چلتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے راستے ہیں۔

پس ان تلاوت کی ہوئی آیات میں سے دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے ربّ کی مغفرت حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھو۔ اس دوڑ میں آپ سب شامل ہوں اور اللہ تعالیٰ کی جنتوں کی وارث بنیں۔ یہ دنیا نیک اعمال کر کے ہی ملتی ہے، پاک زندگیاں بنانے سے ہی ملتی ہے۔ استغفار کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور جھکنے سے ملتی ہے۔ اپنی نسلوں کی پاک تربیت کرنے سے ملتی ہے، اپنے معاشرے کے حقوق ادا کرنے سے ملتی

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

قرآن شریف کے معنی کرنے میں ہمیشہ اس امر کا لحاظ رکھو کہ وہ صفات الٰہی کے خلاف نہ ہو۔ جو معنی کرو اس میں دیکھ لو کہ خدا کی صفت قدوسیّت کے خلاف تو نہیں ہے۔

خدا قدّوس ہے لیکن انسان قدّوس نہیں کہلا سکتا کیونکہ خدا تعالیٰ اپنی ذات میں بے عیب ہے اور انسان بے عیب کوشش سے بنتا ہے

یہ آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ ہی تھی کہ صحابہ زمین کے نیچے سے لئے گئے اور آسمان کی بلندی تک پہنچائے گئے۔

اپنے طرزِ عمل سے دکھائیں کہ قدوس خدا کے بندے، پاک کتاب کے ماننے والے، پاک رسول کے متبع اور اس کے خلفاء اور پھر خصوصاً اس عظیم الشان مجدد یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیرو ایسے پاک ہوتے ہیں

یاد رکھو خدا قدوس ہے اس کا مقرّب نہیں بن سکتا مگر وہی جو پاک ہو

اللہ تعالیٰ کی صفت القدّوس کے مختلف معانی اور اس صفت سے فیضیاب ہونے کے لئے افراد جماعت کی ذمہ داریوں کا تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 20؍ اپریل 2007ء بمطابق 20؍شہادت 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت قدّوس ہے۔مختلف لغات میں اس لفظ کے جو معنی لکھے ہیں اور پرانے مفسرین نے جو تفسیریں کی ہیں ان میں سے چند مشہور مفسرین کی مختصر تفسیر اور معانی مَیں پیش کرتا ہوں۔

تاج العروس میں لکھا ہے کہ اَلْقُدُّوْس اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنہ میں سے ایک اسم ہے اور اَلْقُدُّوْس کے معنی ہیں اَلطَّاهِر تمام عیوب و نقائص سے منزّہ ہستی۔اور اَلْمُبَارَک، بابرکت جس میں تمام قسم کی برکات جمع ہیں۔اور اَلتَّقْدِيْس کا مطلب ہے اَلتَّطْهِيْر، اللہ عزّ وجل کو پاک اور بے عیب قرار دینا۔

مفردات امام راغب میں لکھا ہے کہ اَلتَّقْدِيْس اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی وہ طہارت ہے، وہ پاکیزگی ہے جس کا ذکر ارشاد ربانی وَيُطَهِّرُكُمْ تَطْهِيْرًا میں ہوا ہے اور اس سے مراد ظاہری نجاست کا دُور کرنا نہیں ہے بلکہ جیسا کہ دوسری آیات سے ثابت ہے، نفس انسانی کی تطہیر کرنا ہے۔

پھر اقرب الموارد میں لکھا ہے کہ قدّوس ایسی ہستی ہے جو پاک اور تمام عیوب و نقائص سے منزّہ و مبرّا ہے۔بالکل پاک صاف ہے۔ہر لحاظ سے پاک کی ہوئی ہے۔پھر اَلْقُدْس کے معنی لکھتے ہیں پاکیزگی اور برکت۔تقریباً یہی ملتے جلتے معنی لسان العرب میں لکھے ہیں، یہ چند مشہور لغات ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تمام لغات سے جو معنی اخذ کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ اَلْقُدُّوْس تمام پاکیزگیوں کا جامع ہے یعنی صرف عیوب سے ہی مبرّا نہیں ہے، صرف عیوب سے ہی پاک نہیں ہے بلکہ ہر قسم کی خوبیاں بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ وہ پاک ذات ہے جس میں ہر قسم کی پاکیزگی جمع ہے، ہر قسم کے عیب سے وہ پاک ہے، اللہ تعالیٰ کی ہستی میں کسی بھی قسم کے عیب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور کوئی ایسی خوبی نہیں جس کا انسانی عقل احاطہ کر سکے اور اس میں موجود نہ ہو بلکہ وہ تو اُن خوبیوں کا بھی جامع ہے جو اس میں جمع ہیں، جو موجود ہیں اور وہ تمام خوبیاں بھی جن کا انسانی عقل احاطہ نہیں کر سکتی اور یہی اس قدوس ذات کی عظمت ہے۔

اب بعض مفسرین کی تفسیر پیش کرتا ہوں جو انہوں نے اس صفت کے تحت کی ہے۔

قرآن کریم میں آتا ہے کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کو کہا نُقَدِّسُ لَکَ۔اس کی وضاحت کرتے ہوئے تفسیر مجمع البیان میں لکھا ہے کہ نُقَدِّسُ لَکَ کا معنی ہے اے اللہ! تمام وہ صفاتِ نقص جو تیرے شایانِ شان نہیں ہم تجھے ایسی تمام صفات سے پاک قرار دیتے ہیں اور کوئی بھی قبیح بات تیری طرف منسوب نہیں کرتے۔اس معنی کے اعتبار سے نُقَدِّسُ لَکَ میں لام زائدہ ہے یعنی مضمون کی تاکید کرنے کے لئے ہے۔اور اگر اس لام کا ترجمہ بھی شامل کیا جائے تو پھر بعض نے اس کے معنی یہ کئے ہیں کہ ہم تیری خاطر نماز پڑھتے ہیں اور بعض نے یہ معنی کئے ہیں کہ اے اللہ! ہم اپنے نفوس کو تیری خاطر یعنی تیری رضا حاصل کرنے کے لئے خطاؤں اور گناہوں سے پاک صاف کرتے ہیں۔

اسی طرح اس بارے میں علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ کہ بعض لوگوں نے یہ شبہ اٹھایا ہے کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کو خلق آدم کے وقت اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا کہہ کر اللہ تعالیٰ پر اعتراض کیا تھا۔علامہ فخر الدین رازی اس شبہ کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ شبہ دو وجہ سے باطل ہے، غلط ہے۔نمبر ایک، فرشتوں نے فساد اور خون خرابہ کو مخلوق کی طرف منسوب کیا ہے نہ کہ خالق اللہ تعالیٰ کی طرف۔اور دوسرے فرشتوں نے اپنے اس قول کے معاً بعد کہا وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ اور تسبیح کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو مادی اجسام والی ہر صفت سے منزّہ قرار دینا، پاک قرار دینا اور تقدیس سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کے افعال کو مذمت اور نادانی کی صفت سے منزّہ قرار دینا۔

اسی طرح علامہ رازی صفت القدوس کے یہ معنی کرتے ہیں کہ القُدُّوس اور القَدُّوس (قاف کی زبر اور پیش دونوں کے ساتھ استعمال ہوا ہے) یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، افعال واحکام اور اسماء کی پاکیزگی اور بے عیبی کو بیان کرنے کے اعتبار سے بڑا ابلغ ہے۔اس میں بڑی بلاغت ہے، بڑا وسیع لفظ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی بے عیب ہے جیسا کہ لغت میں بھی دیکھا ہے۔اس کی صفات کو اگر پرکھنا ہے تو صفت قدوس ذہن میں رکھنی چاہئے۔صفت قدوس سے اللہ تعالیٰ کی صفات کی اور وضاحت ہوتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جگہ فرمایا کہ قرآن کریم کے معنی کرتے ہوئے (اگر صحیح معنے کرنے ہیں تو) اللہ تعالیٰ کی صفات ضرور دیکھو۔لیکن ایک گُر یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی صفت قدوسیت پر حرف نہ آئے۔کوئی بھی قرآن کریم کی تشریح کرنی ہے، صفت قدوسیت کو ہمیشہ سامنے رکھو۔یعنی

ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی ذات بے عیب ہے۔ کوئی ایسی تشریح نہ ہو، کوئی ایسی تفسیر نہ ہو جس سے اللہ تعالیٰ کے بے عیب ہونے پر حرف آتا ہو۔ اس کا ہر فعل اور ہر حکم اسی صفت کے تحت بے عیب اور پاک ہے۔

تفسیر روح البیان میں وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ کے تحت لکھا ہے، ہم قسم ہا قسم کی نعمتوں پر جن میں سے ایک نعمت اس عبادت کی توفیق ملنا بھی ہے، تیری حمد کرتے ہوئے تجھے ہر اس بات سے پاک قرار دیتے ہیں جو تیرے شایان شان نہیں۔ اس اعتبار سے تسبیح صفات جلال کے اظہار کے لئے اور حمد صفات انعام کے اظہار کے لئے ہے۔ وَنُقَدِّسُ لَکَ کے معنی لکھتے ہیں یعنی رفعت و عزت کا جو بھی معنی تیرے لائق شان ہے اسے ہم تیرے حق میں بیان کرتے ہیں اور جو تیرے لائق شان نہیں، اس سے تجھے منزّہ قرار دیتے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر میں وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ کے تحت لکھتے ہیں کہ قتادہ کہتے ہیں کہ یہاں تسبیح سے مراد تو معروف تسبیح ہے جبکہ تقدیس سے مراد صلوٰۃ یعنی نماز ہے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور دیگر کئی صحابہ نے اس کے معنی یہ کئے ہیں کہ نُصَلِّیْ لَکَ یعنی اے خدا ہم تیری خاطر نماز پڑھتے ہیں۔

پھر مجاہد نے وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ کا معنی کیا ہے کہ نُعَظِّمُکَ وَ نُکَبِّرُکَ یعنی ہم تیری تعظیم کرتے ہیں، تیری بڑائی بیان کرتے ہیں۔

پھر اسی طرح محمد بن اسحاق نے معنی کئے ہیں کہ اے اللہ! ہم نہ تیری نافرمانی کرتے ہیں اور نہ کسی ایسے امر کے مرتکب ہوتے ہیں جو تجھے ناپسند ہو۔ پھر تقدیس سے مراد اَلتَّعْظِیْم وَالتَّطْهِیْر ہے یعنی عظمت اور پاکیزگی بیان کرنا۔ عظمت کا اور ہر عیب سے پاک ہونے کا اقرار کرنا۔ اسی سے سبوح قدوس ہے۔ سبوح کا معنی ہے اللہ کو ہر عیب سے منزّہ قرار دینا اور قدوس سے مراد یہ اقرار کرنا ہے کہ تمام تر طہارت اور تعظیم اُسی کو زیبا ہے۔ آگے وہ لکھتے ہیں کہ اس تمام بحث کی روشنی میں وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ کا معنی ہوگا اے اللہ! ہم تجھے ہر اس غلط بات سے پاک اور بری قرار دیتے ہیں جو اہل شرک تیری طرف منسوب کرتے ہیں اور وَنُقَدِّسُ لَکَ کا معنی ہے (اے اللہ!) ہر میل کچیل اور اہل کفر کی تیرے بارہ میں بیان کردہ غلط باتوں سے پاک ہونے کی جو صفات تجھ میں پائی جاتی ہیں ہم تجھے ان صفات سے منسوب کرتے ہیں۔

مَیں نے ابھی ایک مفسر کی قدوس لفظ کی وضاحت میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا حوالہ دیا تھا۔ پورا حوالہ اس طرح ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ: ’’یہ سچی بات ہے کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔ ہر ایک ذرّہ گواہی دیتا ہے کہ وہ خالق ہے اور اسی کی ربوبیت اور حیات اور قیّومیت کے باعث ہر چیز کی حیات اور قائمی ہے‘‘ یعنی ہر ایک کی زندگی ہے اور وہ قائم ہے۔ ’’اسی کی حفاظت سے محفوظ ہے۔ پھر یہ بھی کہ وہ اَللّٰہُ الْمَلِکُ ہے۔ وہ مالک ہے۔ اگر سزا دیتا ہے تو مالکانہ رنگ میں، اگر پکڑتا ہے تو جابرانہ نہیں بلکہ مالکانہ رنگ میں تا کہ ماخوذ شخص کی اصلاح ہو‘‘ یعنی جس کو پکڑا گیا ہے وہ اس کی اصلاح کے لئے اُسے پکڑتا ہے۔ ’’پھر وہ کیسا ہے؟ اَلْقُدُّوْس ہے۔ اس کی صفات و حمد میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو نقصان کا موجب ہو۔ بلکہ وہ صفات کاملہ سے موصوف اور ہر نقص اور بدی سے منزّہ، القدوس ہے۔ قرآن شریف پر تدبّر نہ کرنے کی وجہ سے کہو یا اسماء الٰہی کی فلاسفی نہ سمجھنے کی وجہ سے‘‘ یا تو قرآن کریم پہ غور نہیں کرتے یا اللہ تعالیٰ کے نام کی فلاسفی کو نہ سمجھنے کی وجہ سے۔ ’’غرض یہ ایک غلطی پیدا ہوگئی ہے کہ بعض وقت اللہ تعالیٰ کے کسی فعل یا صفت کے ایسے معنی کر لئے جاتے ہیں جو اس کی دوسری صفات کے خلاف ہوتے ہیں۔ اس کے لئے مَیں تمہیں ایک گُر بتاتا ہوں کہ قرآن شریف کے معنی کرنے میں ہمیشہ اس امر کا لحاظ رکھو کہ کبھی کوئی معنے ایسے نہ کئے جاویں جو صفات الٰہی کے خلاف ہوں۔ اسماء الٰہی کو مدنظر رکھو اور ایسے معنی کرو اور دیکھو کہ قدوسیت کو بٹہ تو نہیں لگتا‘‘۔ صفات الٰہی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس وقت بھی یہ دیکھو کہ قدوسیت کو بٹہ تو نہیں لگتا۔ ’’لغت میں ایک لفظ کے بہت سے معنی ہو سکتے ہیں۔ اور ایک ناپاک دل انسان کلام الٰہی کے گندے معنی بھی تجویز کر سکتا ہے اور کتاب الٰہی پر اعتراض کر بیٹھتا ہے۔ مگر تم ہمیشہ یہ لحاظ رکھو کہ جو معنی کرو اس میں دیکھ لو کہ خدا کی صفتِ قدوسیت کے خلاف تو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سارے کلام حق و حکمت سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں جس سے اس کی اور اس کے رسول اور عامۃ المومنین کی عزت و بڑائی کا اظہار ہوتا ہے‘‘۔ (حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 83-84 مطبوعہ ربوہ)

یہاں مَیں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحت کا بھی ذکر کر دیتا ہوں جو اس حوالے سے آپؓ نے جماعت کو کی۔ اور بڑی اہم اور پیاری نصیحت ہے جسے ہر احمدی کو چاہئے کہ وہ چاہے پڑھا لکھا ہے یا ان پڑھ ہے، امیر ہے یا غریب ہے، مرد ہے یا عورت ہے اپنے پلّے باندھے کہ اصلاح نفس کے لئے بڑی ضروری ہے اور اس سے عبادت کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی اور مخلوق کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ: ’’جو اَن پڑھ ہیں انہیں کم از کم یہی چاہئے کہ وہ اپنے چال و چلن سے خدا کی تنزیہہ کریں۔ یعنی اپنے طرز عمل سے دکھائیں کہ قدوس خدا کے بندے، پاک کتاب کے ماننے والے، پاک رسول کے متبع اور اس کے خلفاء اور پھر خصوصاً اس عظیم الشان مجدّد کے پیرو ایسے پاک ہوتے ہیں‘‘۔ (حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 372-373 مطبوعہ ربوہ)

یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیرو ایسے ہوتے ہیں۔ اپنے اندر یہ تبدیلی پیدا کریں۔ پس خدا تعالیٰ کو ہر عیب سے، ہر خرابی سے پاک سمجھنا اس وقت صحیح ہوگا جب ہم اپنے ہر قول و فعل سے اس کا اظہار کر رہے ہوں گے۔ آپ فرماتے ہیں اس کے لئے وسیع اور بہت علم کی ضرورت نہیں ہے۔ اَن پڑھ سے اَن پڑھ احمدی کو بھی پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کیا احکامات ہیں۔ خطبات میں، تقریروں میں اور درسوں میں سنتا ہے کہ کن باتوں کے کرنے کا حکم ہے اور کن باتوں سے روکا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کیا نمونے قائم کر کے دکھائے ہیں۔ ایک احمدی سے خدا تعالیٰ کی قدوسیت کی صفت پر یقین کا اظہار اسی وقت ہوگا جب وہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرے اور پاک ہو، تو تبھی اس زمانے کے امام کو ماننے کا فائدہ ہے۔

پھر آپؓ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’یاد رکھو، خدا قدوس ہے اس کا مقرب نہیں بن سکتا مگر وہی جو پاک ہو‘‘۔ تو اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے پاک ہونا ضروری ہے اور قرب پانے کے لئے دعاؤں کی قبولیت کی بھی ضرورت ہے۔ اس کے آگے جھکنے کی ضرورت ہے۔ لیکن اس سے پہلے اپنے آپ کو پاک کرنے کی بھی کوشش ہونی چاہئے۔

اس صفت کے ضمن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: ’’انسان کی نیکی کسبی ہوتی ہے‘‘۔ یعنی نیک عمل کرتا ہے تو اس کو اس کا بدلہ ملتا ہے یا اس کے اندر وہ چیز پیدا ہوتی ہے ’’اور خدا تعالیٰ کی نیکی ذاتی ہوتی ہے۔ اسی لئے خدا قدّوس کہلاتا ہے لیکن انسان قدّوس نہیں کہلا سکتا کیونکہ وہ اپنی ذات میں بے عیب ہے‘‘ یعنی خدا تعالیٰ اپنی ذات میں بے عیب ہے ’’اور انسان بے عیب کوشش سے بنتا ہے‘‘۔ اس صفت کو اس وقت حاصل کرو گے جب کوشش کر کے بے عیب ہو گے‘‘۔ خدا تعالیٰ پر کوئی وقت ایسا نہیں آیا جب وہ ناقص تھا اور پھر اس نے کامل بننے کی کوشش کی۔ لیکن انسان پہلے ناقص ہوتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ اپنے کمال کو پہنچتا ہے۔ پہلے وہ بچہ ہوتا ہے پھر اسے عقل آتی ہے تو وہ نماز شروع کرتا ہے۔ اس کے بعد ایک دن کی نماز اسے کچھ اور آگے لے جاتی ہے۔ دو دن کی نماز اُسے کچھ اور آگے لے جاتی ہے تین دن کی نماز اُسے کچھ اور آگے لے جاتی ہے‘‘۔ اس طرح وہ آگے بڑھتا چلا جاتا ہے ’’لیکن خدا تعالیٰ جیسے آج سے اربوں ارب سال پہلے تھا اسی طرح آج بھی ہے۔ اس کی قدوسیت نہ پہلے کم تھی اور نہ آج زیادہ ہے‘‘۔

(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ 207 مطبوعہ ربوہ)

اس کی قدوسیت اور ہر صفت ہمیشہ سے تھی اور ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کی صفت قدوسیت سے صحیح طور پر مومن اسی وقت حصہ لے سکتا ہے جب اس قدوس خدا کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق ایک مومن اپنی عبادتوں اور نیکیوں میں ترقی کرے۔

پھر حضرت مصلح موعودؓ فرشتوں کی یہ بات کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کو کہا کہ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ کہ ہم جو ہیں تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرنے والے اور تجھ میں سب بڑائیوں کے پائے جانے کا اقرار کرنے والے تو پھر آدم کو پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس بارے میں وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ’’تو جب فرشتوں نے یہ کہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے‘‘، یعنی یہ تو ٹھیک ہے کہ جس طرح تم کہتے ہو کہ فساد کریں گے۔ فساد تو کریں گے مجھے بھی پتہ ہے لیکن تمہیں ایک بات کا نہیں پتہ کہ اب انسانی افعال شریعت کے تابع ہوں گے اور جو شریعت کے مطابق عمل کرنے والے اور صفت قدوسیت سے حصہ لینے کے لئے نیکیوں میں بڑھنے والے ہوں گے تو وہ پھر فرشتوں سے بھی بڑھ جائیں گے۔ اس چیز کا فرشتوں کو علم نہیں تھا۔

اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ اس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے اور وہ یہ کہ آدم کو خلیفہ بنانے کے موقعہ پر جو کچھ خدا تعالیٰ نے فرمایا وہ بھی درست تھا اور جو فرشتوں نے کہا وہ بھی درست تھا جیسا کہ پہلے بیان کیا ہے، ’’صرف نقطۂ نگاہ کا فرق تھا۔ اللہ تعالیٰ کی نظر ان صلحاء پر تھی جو آدم کی نسل میں ظاہر ہونے والے تھے اور اس نظام کی خوبیوں پر تھی جو آدم اور اس کے اظلال کے ذریعہ دنیا میں قائم ہونے والا تھا لیکن فرشتوں کی نظر ان بدکاروں پر تھی جو انسانی دماغ کی تکمیل کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا موردِ عتاب بننے والے تھے۔ خدا تعالیٰ آدم کی پیدائش میں محمدی جلوہ کو دیکھ رہا تھا اور فرشتے بوجہلی صفات کے ظہور کو دیکھ کر لرزاں و ترساں تھے‘‘۔ (پریشان تھے) ’’اور گو یہ درست ہے کہ جو کچھ فرشتوں نے خلافت کے قیام سے سمجھا تھا وہ بھی درست تھا مگر ان کا یہ خوف کہ ایسا نظام دنیا کے

لئے لعنت کا موجب نہ ہو، غلط تھا۔ کیونکہ کسی نظام کی خوبی کا اس کے اچھے ثمرات سے اندازہ کیا جاتا ہے نہ کہ اس میں کمزوری دکھانے والوں کے ذریعہ سے۔ اگر کسی اچھے کام کو اس کے درمیانی خطرات کی وجہ سے چھوڑ دیا جائے تو کوئی ترقی ہو ہی نہیں سکتی۔ ہر بڑا کام اپنے ساتھ خطرات رکھتا ہے''۔ آپؓ اس کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ'' طالب علم، علم کے سیکھنے میں جانیں ضائع کر دیتے ہیں''۔ مگر علم سیکھنا ترک نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح ملکوں میں فوجوں کی جانیں ضائع ہوتی ہیں تو لوگ فوج میں جانے سے رک نہیں جاتے یا جنگیں ختم نہیں ہو جاتیں یا اپنے ملک کی حفاظت ختم نہیں ہو جاتی۔ پس گو خلافت کے قیام سے انسانوں کا ایک حصہ موردِ سزا بننے والا تھا اور مفسد اور قاتل قرار پانے والا تھا۔ مگر ایک دوسرا حصہ خدا تعالیٰ کا محبوب بننے والا تھا اور فرشتوں سے بھی اوپر جانے والا تھا۔ وہ کامیاب ہونے والا حصہ ہی انسانی نظام کا موجب تھا اور اس حصہ پر نظر کر کے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ انسانی نظام ناکام رہا بلکہ حق تو یہ ہے کہ اس اعلیٰ حصہ کا ایک ایک فرد اس قابل تھا کہ اُس کی خاطر اس سارے نظام کو تیار کیا جاتا۔ اسی حکمت کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بعض اپنے کامل بندوں سے فرمایا ہے کہ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا (ابن عساکر) کہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم دنیا جہان کے نظام کو ہی پیدا نہ کرتے۔ یہ حدیث قدسی ہے اور رسول کریم ﷺ کی نسبت وارد ہوئی ہے۔ بعض اور کامل وجودوں کو بھی اسی قسم کے الہام ہوئے ہیں۔ پس یہ کامل لوگ اس بات کا ثبوت ہیں کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہی حکمت کے مطابق تھا۔ (تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 283-284)

ایسے اللہ والے جو فرشتوں کی نسبت بہت بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی تقدیس بیان کرتے ہیں اور پھر اس کو دنیا میں پھیلاتے ہیں یہ یقیناً اس سے اونچا مقام رکھنے والے ہیں جن کی تقدیس کرنا صرف اپنے تک ہے۔ انسانوں میں تقدیس کرنے والوں کی کامل ترین مثال جیسا کہ ابھی بیان ہوا آنحضرت ﷺ کی ہے جنہوں نے ایک دنیا کے دماغوں کو بھی پاک کیا اور ان کے اعمال کو بھی پاک کیا۔ اور آج تک ہم اس قدوس خدا کے حقیقی پرتَو کے فیض کو دیکھ رہے ہیں اور جب تک یہ دنیا قائم ہے، دنیا دیکھتی رہے گی انشاء اللہ۔

سورۃ جمعہ میں قدوس لفظ کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ:'' دوسری صفت یہ بیان کی تھی کہ وہ اَلْقُدُّوْس ہے، اس کے متعلق فرمایا یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہر ایک چیز پاکیزہ ہو۔ اس لئے اس نے رسول کو اپنی آیات دے کر بھیجا تا کہ وہ آیات لوگوں کو سنائے اور ان میں دماغی اور روحانی پاکیزگی پیدا کرے۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی آیات سکھا کر انسانی دماغ کو پاک کرے اور پھر یُزَکِّیْھِم ان کے اعمال کو پاک کرے''۔

(فضائل القرآن (2) انوار العلوم جلد 11 صفحہ 130 مطبوعہ ربوہ)

پھر آپؓ اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ القدوس کے مقابل'' رسول کا کام یہ بتایا۔ وَیُزَکِّیْھِمْ کہ دنیا کو پاک کرتا ہے۔ عالم کی علامت کیا ہوتی ہے۔ یہی کہ وہ دوسروں کو پڑھاتا ہے اور دوسرے لوگ اس کے ذریعہ عالم ہو جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی قدوسیت کا ثبوت یہ ہے کہ اُس کی طرف سے آنے والے دنیا کو پاک کرتے ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ گندے لوگوں کو لیتا ہے اور اس کے ہاتھ میں آ کر وہ پاک ہو جاتے ہیں''۔

(احمدیت کے اصول۔ انوار العلوم جلد 13 صفحہ 353 مطبوعہ ربوہ)

پس قدوس خدا کا یہ کامل نبی ہے جس کے ہاتھ میں آ کر عام انسان بھی پاک ہو جاتے ہیں۔ پس ہر ایک کو چاہئے کہ اگر پاک ہونا ہے اور اگر سچے مومن بننا ہے تو ان کے ہاتھ میں آنے کی کوشش کرے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ قرآن کریم کے جو اوامر و نواہی ہیں، جو کرنے کا حکم ہے اور نہ کرنے کی باتیں ہیں ان پر عمل کرنا ہوگا۔ اگر ہم عمل نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف آنے والے نہیں کہلا سکیں گے، محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف آنے والے نہیں کہلا سکیں گے اور نتیجۃً صفت قدوسیّت سے فیض پانے والے نہیں بن سکیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ جو آپؐ کو قدوس خدا نے عطا فرمائی کے بارے میں عرب کا نقشہ کھینچ کر تحریر فرماتے ہیں کہ اس وقت کی عرب کی حالت کو دیکھو جو برائیوں میں گھرے ہوئے تھے، ہر قسم کی ضلالت و گمراہی ان کی پہچان تھی، کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ قوم کبھی پاک ہو سکتی ہے یا ان کو کبھی عقل آ سکتی ہے۔ یا یہ لوگ عام اخلاق کے اختیار کرنے والے بھی بن سکتے ہیں کجا یہ کہ باخدا بن جائیں۔ لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ جو میرے اس پیارے کے ساتھ تعلق جوڑے گا وہ پاک ہوگا بلکہ روح القدس سے حصہ پائے گا اور دنیا نے پھر دیکھا کہ قوم میں انقلاب آیا۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ'' جو شخص اس بات کو غور کی نظر سے دیکھے کہ انہوں نے اپنی پہلی چراگاہوں کو کیونکر چھوڑ دیا'' یعنی جو ان کے شوق تھے، جو ان کی حرکتیں تھیں، جو باتیں تھیں، جو عمل تھے، جس میں وہ پھرا کرتے تھے، جس کو بہت اچھا سمجھتے تھے اس کو کیونکر چھوڑ دیا۔'' اور کیونکر وہ ہوا و ہوس کے جنگل کو کاٹ کر اپنے مولا کو جا ملے۔ تو ایسا شخص یقین سے جان لے گا کہ وہ تمام قوت قدسیہ محمدیہ کا اثر تھا''۔ یہ سب تبدیلی جو آئی وہ آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ کے اثر کے تحت تھی'' وہ رسول جس کو خدا نے برگزیدہ کیا اور عنایات ازلیہ کے ساتھ اس کی طرف توجہ کی اور آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ کو سوچ کہ صحابہ زمین کے نیچے سے لئے گئے اور آسمان کی بلندی تک پہنچائے گئے اور درجہ بدرجہ برگزیدگی کے مقام تک منتقل کئے گئے'' یعنی بزرگی کا اور پاکی کا مقام ہر لمحہ ہر درجہ بڑھتا ہی گیا۔'' اور آنحضرت ﷺ نے ان کو چارپایوں کی مانند پایا کہ وہ توحید اور پرہیزگاری میں سے کچھ بھی نہیں جانتے تھے'' یعنی جانوروں کی طرح تھے نہ ان کو اللہ تعالیٰ کی توحید کا پتہ تھا، نہ پرہیزگاری کا پتہ تھا۔ برائیوں میں مبتلا تھے'' اور نیکی و بدی میں تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان کو انسانیت کے آداب سکھلائے اور تمدن اور بود و باش کی راہوں پر مفصل مطلع کیا''۔

(نجم الہدیٰ۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 31-32۔ مطبوعہ لندن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں'' تیسرا دروازہ معرفت الٰہی کا جو قرآن شریف میں اللہ جلّشانہٗ نے اپنی عنایت خاص سے کھول رکھا ہے برکات روحانیہ ہیں جس کو اعجاز تاثیری کہنا چاہئے۔ یہ بات کسی سمجھدار پر مخفی نہیں ہوگی کہ آنحضرت ﷺ کا زاد بوم ایک محدود جزیرہ نما ملک ہے جس کو عرب کہتے ہیں جو دوسرے ملکوں سے ہمیشہ بے تعلق رہ کر گویا ایک گوشۂ تنہائی میں پڑا رہا ہے۔ اس ملک کا آنحضرت ﷺ کے ظہور سے پہلے بالکل وحشیانہ اور درندوں کی طرح زندگی بسر کرنا اور دین اور ایمان اور حق اللہ اور حق العباد سے بے خبر محض ہونا اور سینکڑوں برسوں سے بت پرستی و دیگر ناپاک خیالات میں ڈوبے چلے آنا اور عیاشی اور بدمستی اور شراب خوری اور قمار بازی وغیرہ فسق کے طریقوں میں انتہائی درجہ تک پہنچ جانا'' یہ سب برائیاں ان میں تھیں'' اور چوری اور قزّاقی اور خونریزی اور دختر کشی اور یتیموں کا مال کھا جانے'' یعنی ڈاکے ڈالنا، قتل کرنا، بیٹیوں کو مارنا، یتیموں کا مال کھا جانا'' اور بیگانہ حقوق دبا لینے کو کچھ گناہ نہ سمجھنا۔ غرض ہر یک طرح کی بری حالت اور ہر یک نوع کا اندھیرا اور ہر قسم کی ظلمت و غفلت عام طور پر تمام عربوں کے دلوں پر چھائی ہوئی ہونا ایک ایسا واقعہ مشہور ہے کہ کوئی متعصب مخالف بھی بشرطیکہ کچھ واقفیت رکھتا ہو، اس سے انکار نہیں کر سکتا''۔ یعنی یہ اتنی مشہور بات ہے کہ کوئی متعصب آدمی بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔'' اور پھر یہ امر بھی ہر یک منصف پر ظاہر ہے کہ وہی جاہل اور وحشی اور یاوہ اور ناپارسا طبع لوگ'' وحشی تھے، بیہودہ باتیں کرنے والے بیہودہ لوگ، بالکل ناپاک لوگ جن کو کسی چیز کا پتہ ہی نہیں تھا۔'' اسلام میں داخل ہونے اور قرآن کو قبول کرنے کے بعد کیسے ہو گئے اور کیونکر تاثیرات کلام الٰہی اور صحبت نبی معصوم ﷺ نے بہت ہی تھوڑے عرصے میں ان کے دلوں کو یکلخت ایسا مبدّل کر دیا کہ وہ جہالت کے بعد معارف دینی سے مالا مال ہو گئے اور محبت دنیا کے بعد الٰہی محبت میں ایسے کھوئے گئے کہ اپنے وطنوں، اپنے مالوں، اپنے عزیزوں، اپنی عزتوں، اپنی جانوں کے آراموں کو اللہ جلّشانہ کے راضی کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ چنانچہ یہ دونوں سلسلے ان کی پہلی حالت اور اس نئی زندگی کے جو بعد اسلام انہیں نصیب ہوئے، قرآن شریف میں ایسی صفائی سے درج ہیں کہ ایک صالح اور نیک دل آدمی پڑھنے کے وقت بے اختیار چشم پُر آب ہو جاتا ہے۔ پس وہ کیا چیز تھی جو اُن کو اتنی جلدی ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف کھینچ کر لے گئی۔ وہ دو ہی باتیں تھیں ایک یہ کہ وہ نبی معصوم ﷺ اپنی قوت قدسیہ میں نہایت ہی قوی الاثر تھا'' بہت اثر رکھنے والے تھے۔'' ایسا کہ نہ کبھی ہوا اور نہ ہوگا۔ دوسری خدائے قادر مطلق حیّ و قیّوم کے پاک کلام کی زبردست اور عجیب تاثیریں تھیں کہ جو ایک گروہ کثیر کو ہزاروں ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں۔ بلاشبہ یہ قرآنی تاثیریں خارق عادت ہیں''۔ یہ بڑی غیر معمولی چیزیں ہیں۔'' کیونکہ کوئی دنیا میں بطور نظیر نہیں بتلا سکتا کہ کبھی کسی کتاب نے ایسی تاثیر کی۔ کون اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ کسی کتاب نے ایسی عجیب تبدیل و اصلاح کی جیسی قرآن شریف نے کی''۔

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 28 تا 30 حاشیہ مطبوعہ لندن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں ایک جگہ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی تاثیرات کا سلسلہ بند نہیں ہوا بلکہ اب تک وہ چلی جاتی ہیں۔ قرآن شریف کی تعلیم میں وہی اثر، وہی برکات اب بھی موجود ہیں۔ پس جب خدا بھی وہی قدوس ہے تو جو اس کی طرف بڑھنے کی کوشش کرے وہ اس سے فیض پاتا ہے۔ اس کے رسول کی تاثیرات بھی قائم ہیں، اس کی کتاب کی تاثیریں بھی قائم ہیں، اِس زمانے میں اُس نے اپنے مسیح و مہدی کی قوت قدسی کے نظارے بھی ہمیں دکھا دیئے اور دکھا رہا ہے۔ یہ سب باتیں ہمیں اس قدوس خدا کی صفت سے فیضیاب بنانے والی ہونی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 4

ہے۔ پس اللہ کے اس فضل کو سمیٹیں۔ ایک دوسرے سے بڑھ کر اس فضل کو سمیٹنے والی بنیں، نہ کہ اپنی دولت، اپنی امارت، اپنی اولاد، اپنے خاندان پر فخر کرنے والی ہوں کیونکہ یہ سب تکبر کی قسمیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بڑا واضح فرما دیا ہے کہ مَیں تکبر کرنے والے اور بڑھ بڑھ کر اپنی دنیاوی چیزوں پر فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

ان عورتوں کو بھی آج یہ عہد کرنا چاہئے جو اپنے لڑکوں کے ذریعہ سے اپنی بہوؤں پر ظلم کرواتی ہیں اور ان کی زندگی اجیرن کی ہوئی ہے۔ یہ زندگی چند روزہ ہے اس میں تقویٰ پہ چلتے ہوئے بجائے اس کے کہ اس زندگی کو جنت بنائیں اپنے لئے بھی اور اپنے بیٹوں کے لئے بھی اور ان کی اولاد کے لئے بھی ان لغویات میں پڑ کر کہ بیٹا ہاتھ سے نہ چلا جائے سب کی زندگی جہنم بنا رہی ہوتی ہیں۔

اسی طرح بعض بہوئیں ہیں، اپنے خاوندوں کے ذریعہ سے اپنی ساسوں کے حقوق تلف کر رہی ہوتی ہیں۔ پس خدا کے لئے خدا کا خوف دل میں قائم کرتے ہوئے اپنے دلوں کے تکبر کو ختم کریں اور اپنے آپ کو تقویٰ کے لباس سے مزیّن کریں۔ اپنی اولادوں پر بھی رحم کریں اور ان کی نسلوں پر بھی رحم کریں۔ اگر ماؤں کو یہ خیال ہے کہ یہ ہمارے بیٹے ہیں اس لئے ہم جس طرح چاہیں ان کے ذریعہ سے اپنی بہوؤں پر ظلم کروا لیں تو پھر آپ ان ماؤں میں شمار نہیں ہوسکتیں جن کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔ کیونکہ آپ نے وہ تعلیم آگے پھیلائی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف ہے۔ یہ جاگ آپ نے لگائی ہے۔ جو ہوسکتا ہے کہ آگے آپ کی بہوؤں اور بیٹیوں میں بھی چلے اور بیٹوں میں بھی چلے۔ جب ان کو موقعہ ملے گا وہ بھی یہی سلوک اپنے بچوں سے کریں گے، اپنی بہوؤں سے کریں گے۔ تو خدا تعالیٰ کے حکموں کے خلاف چلنے سے جنّتیں نہیں ملا کرتیں۔ جو قانونِ قدرت ہے وہ تو اسی طرح نتیجے نکالے گا جس طرح کہ ایسے عملوں کے نتیجے نکلنے چاہئیں۔ پس یہ چیزیں بھی نفس کی خواہشات کے زمرہ میں آتی ہیں۔ ایک دوسرے سے ساس بہو کے سلوک اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق نہیں تو یہ بھی نفس کی خواہشات ہیں اور پھر اس کے نتیجہ میں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بڑے خوفناک نتائج سامنے آئیں گے۔ پس اگر عذاب سے بچنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی چادر کے نیچے آنا ہے تو تمام نفسانی خواہشات کو ختم کرنا ہوگا، جلانا ہوگا، تباہ کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

پس یہ ایک دو مثالیں ہیں جو مَیں نے دی ہیں لیکن قرآنِ کریم ان حکموں سے بھرا پڑا ہے جو نیکیوں کو قائم رکھنے کے لئے ہمیں دیئے گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو ایک جگہ فرمایا ہے کہ ان کی تعداد سات سو تک ہے۔ پس اپنے آپ کو اور اپنی اولادوں کو جنت کے راستوں کی طرف چلانے کے لئے ان تمام حکموں پر چلنے کی کوشش کرنی ہوگی اور حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد بھی ادا کرنے ہوں گے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم اپنے بارے میں چھ باتوں کی ضمانت دو مَیں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ وہ چھ باتیں کیا ہیں جن کی آپ نے ہم سے ضمانت مانگی ہے۔

فرمایا کہ پہلی بات یہ ہے کہ گفتگو کرو تو سچ بولو۔ اب دیکھیں ہر کوئی اپنا جائزہ لے کہ کیا ہر معاملہ میں سچ بات کہتی ہیں۔ کئی باتیں ایسی آجاتی ہیں جہاں اس بات کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ عورتیں عورتوں کو نیچا دکھانے کے لئے اپنے پاس سے بعض باتیں گھڑ کے مشہور کر دیتی ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ مرد اس سے پاک ہیں لیکن جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں عورت کی گود میں تربیت پانے والے بچے بھی اسی طرح تربیت پائیں گے جیسی کہ ماں کی ہے۔

آنحضرت ﷺ تو اس حد تک فرماتے تھے کہ اگر تم اپنے بچے کو چیز دینے کے لئے بلاؤ اور پھر نہ دو تو تم نے جھوٹ بولا ہے۔ یعنی کہ مذاق میں بھی ایسی بات نہیں کرنی، ٹالنے کے لئے بھی ایسی بات نہیں کرنی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات لوگوں میں بیان کرتا پھرے۔ تو دیکھیں اس باریکی سے جا کر اگر اپنا جائزہ لیں تو پتہ چلے گا کہ کس حد تک ہمارے سے بے احتیاطیاں ہوجاتی ہیں۔ کس حد تک احتیاط کی ضرورت ہے۔ کس حد تک پھونک پھونک کر قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ بچہ اپنے ماں باپ کے زیر اثر رہ کر اور خاص طور پر ایک عمر تک ماں کے زیر اثر رہ کر وہی کچھ سیکھتا ہے جو ماں کا عمل ہو چاہے آپ اس کو وہ باتیں کہہ رہی ہوں یا نہ کہہ رہی ہوں۔ غیر محسوس طریقہ پر یا لاشعوری طور پر وہ چیزیں سیکھ رہا ہوتا ہے یا اثر قبول کر رہا ہوتا ہے۔

پھر دوسری بات جو آپ ﷺ نے جنّت میں جانے کی ضمانت کے طور پر فرمائی وہ یہ ہے۔ فرمایا جب تم وعدہ کرو تو وفا کرو، اُسے پورا کرو۔ پس مومن کا وعدہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اُس نے وہ کام کر کے دکھا دیا ہو اور کام کر دیا ہو۔ پھر فرمایا جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو امانت رکھوانے والا اسے مانگے تو اسے دے دیا کرو پھر ٹال مٹول سے کام نہ لیا کرو۔ یہ امانت کا مضمون بھی بہت وسیع مضمون ہے اس وقت تو اس کی تفصیل نہیں بتائی جاسکتی لیکن بہرحال میں صرف اتنا بتا دیتا ہوں کہ احمدیت کی آئندہ نسلیں جو آپ کی گودوں میں پل رہی ہیں اور خاص طور پر واقفین نو، یہ آپ کے پاس جماعت کی امانت ہے۔ پس ان امانتوں کو بھی آپ نے اس طرح جماعت کو لوٹانا ہے جس طرح جماعت نے آپ سے توقع کی ہے، جس طرح خلیفۂ وقت نے آپ سے توقع کی ہے۔

پھر فرمایا کہ تیسری چیز جنت میں جانے کی ضمانت کے طور پر یہ ہے کہ اپنے فروج کی حفاظت کرو۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد کان ناک منہ وغیرہ بھی ہیں۔ اس لئے ایک احمدی عورت کے کان لغویات سننے سے ہر وقت محفوظ رہنے چاہئیں۔ ایک احمدی عورت کو ہر اس نظارے کو دیکھنے سے اپنی آنکھ محفوظ رکھنی چاہئے جس سے دوسری عورت، احمدی ہو یا غیر ہو، اس کے عیب اسے نظر آتے ہوں کیونکہ ایک دوسرے کے عیب تلاش کرنے کا بعضوں کو بڑا شوق ہوتا ہے۔ ہر احمدی عورت کے منہ سے کبھی کوئی ایسا کلمہ نہ نکلے جو دوسرے کے لئے تکلیف کا باعث ہو۔ پس اگر اس بات پر عمل کرنے لگ جائیں تو کبھی معاشرے میں جھگڑے نہ ہوں۔ ساس بہو، نند بھابھی میں آپس میں محبت اور پیار نظر آتا ہو تو سب ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہوں گے۔

پھر پانچویں بات آپ نے یہ بتائی فرمایا کہ غضِ بصر سے کام لینے والے ہوں۔ اور یہ غضِ بصر سے کام لینا ہی ہے جس پر اگر عمل کیا جائے مردوں کی طرف سے بھی اور عورتوں کی طرف سے بھی تو پردے کی طرف توجہ پیدا ہوسکتی ہے جس کا میں پہلے تفصیل سے ذکر کر آیا ہوں۔

اور چھٹی بات آپ نے یہ بیان فرمائی کہ اپنے ہاتھوں کو ظلم سے روکے رکھو۔

(الجامع الصغیر۔ باب حرف التاء۔ حدیث نمبر 3350)

ہاتھوں کو ظلم سے روکنے کا صرف یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی سے لڑائی نہیں کرنی بلکہ اس زمانہ میں ایک دوسرے کے خلاف خطوط لکھ کر یا کمپیوٹر وغیرہ کے ذریعہ باتیں پھیلا کر ایک دوسرے کو بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے یہ بھی اسی زمرہ میں آتا ہے۔ گو کہ اس میں مرد زیادہ نظر آتے ہیں لیکن بعض دفعہ عورتیں یہ ظلم کرواتی ہیں، مردوں کی مددگار بن رہی ہوتی ہیں یا مردوں کو اکسا رہی ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ کئی ایسے معاملات آجاتے ہیں، میرے پاس بھی آئے ہیں، کہ جن میں ماں نے بچے کو کہا کہ اس طرح اپنی سابقہ بیوی کے بارہ میں لکھ کر مختلف لوگوں کو بھیجو، بدنام کرنے کی کوشش کرو۔ ای میل کر دیتے ہیں، انٹرنیٹ پر دے دیتے ہیں یا ویسے خط لکھ دیتے ہیں تا کہ اس کا کہیں رشتہ نہ ہو۔ تو یہ انتہائی گھٹیا حرکتیں ہوتی ہیں۔ ہمیشہ ہر احمدی کو ان سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا جماعت پر بہت فضل ہے کہ کہیں کہیں اِکّا دُکّا ایسے واقعات نظر آتے ہیں جو غیروں میں تو بہت زیادہ ہیں لیکن یہ اکّا دُکّا واقعات بھی جو ہیں، مَیں ہمیشہ کہا کرتا ہوں دل میں بے چینی پیدا کرنے والے ہوتے ہیں کہ یہ بُرائیاں کہیں بڑھ نہ جائیں۔ پس ہر احمدی عورت یہ جہاد کرے کہ اس نے ان بُرائیوں کو بڑھنے نہیں دینا۔ بلکہ نہ صرف بڑھنے نہیں دینا بلکہ نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنی ہے۔ ان بُرائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ہے تا کہ کہیں بھی وہ جماعت کے کسی طبقہ میں کبھی نظر نہ آئیں۔ اور جب یہ عمل کر رہی ہوں گی تو آپ میں سے ہر ایک اللہ کے رسول ﷺ کے وعدوں کے مطابق جنت کی وارث بن رہی ہوگی۔ جنت میں جانے کی ضمانت حاصل کرنے والی ہوگی اور نہ صرف خود جنت کی وارث بن رہی ہوگی بلکہ اپنی نسلوں کو بھی جنت کی ضمانت دے رہی ہوگی۔ کیونکہ ان پاک گودوں میں پلنے والے بچے بھی یقیناً نیکی اور پاکیزگی کے ماحول میں پرورش پاتے ہوئے آگے اپنی جنت بنانے والے ہوں گے۔ اور یوں سلسلہ در سلسلہ آپ اللہ کے رسول ﷺ کی جنت میں جانے کی ضمانت حاصل کرتی چلی جائیں گی۔ کیونکہ یہ نسلیں اس دعا سے فیض پانے والی اور وہ دعا کرنے والی نسلیں ہوں گی جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائی ہے کہ فرمایا رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ۔ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (الاحقاف:16) ”اے میرے رب مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کرسکوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیں اور ایسے نیک اعمال بجا لاؤں جس سے تو راضی ہو اور میرے لئے میری ذریّت کی بھی اصلاح کر دے یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔ لیکن آپ کو اپنے آپ کو اس دعا کا وارث بنانے کے لئے اور اپنی نسلوں کو بھی اس دعا کا فیض حاصل کرنے والا بنانے کے لئے تا کہ وہ بھی اللہ کے فضلوں کے وارث ہوں اور فرمانبرداروں میں شامل ہوں دعاؤں کے ساتھ نیک اعمال بھی بجا لانے ہوں گے جو اللہ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔ ان دعاؤں کے ساتھ جب نیک عمل ہو رہے ہونگے تو یہ اگلی نسل کی اصلاح کے بھی باعث بن رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اسی طرح زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ: ”دنیا سے اور اس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ۔ قومی فخر مت کرو۔ کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو۔ خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہیں۔ کوشش کرو کہ تا معصوم اور پاک دامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔ خدا تعالیٰ کے فرائض نماز زکوٰۃ وغیرہ میں سُستی مت کرو۔ اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو۔ بہت سا حصہ ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ سو تم اپنی ذمہ واری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ۔ اسراف نہ کرو اور خاوندوں کے مالوں کو بے جا طور پر خرچ نہ کرو۔ خیانت نہ کرو۔ چوری نہ کرو۔ گلہ نہ کرو۔ ایک عورت دوسری عورت یا مرد پر بہتان نہ لگاوے“۔

(کشتیٔ نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 81)

پس یہ ہیں وہ توقعات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک احمدی عورت سے رکھی ہیں اور یہ ہے وہ تعلیم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک احمدی عورت کو دی ہے۔ پس آپ میں سے ہر ایک جو یہاں بیٹھی ہے یا دنیا کے کسی کونے میں موجود ہے۔ ہر احمدی عورت جو ہے وہ اپنا جائزہ لے کہ وہ کہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توقعات پر پورا اتر رہی ہے۔ کہاں تک وہ اس

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

عہد بیعت کو نبھا رہی ہے جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا ہے۔ اللہ کرے کہ ہر احمدی عورت ان توقعات اور تعلیمات پر پورا اُترنے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی میں وہ روح پیدا کر دے اور جن میں وہ روح ہے ان میں وہ ہمیشہ قائم رکھے کہ وہ اس بنیادی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں دی اور جس کو نئے سرے سے آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم میں جاری کیا۔ خدا کرے کہ آپ کی زینتیں اور آپ کے فخر دنیاوی ساز و سامان اور لہو و لعب نہ ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا ہو، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہو، اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنا ہو، آپ کا اوڑھنا بچھونا، اٹھنا بیٹھنا صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات کے لئے ہو۔ آپ کا تعلق کسی خاص وقت اور کسی خاص دور کے لئے جماعت کے ساتھ نہ ہو۔ آپ کا خلافت احمدیہ کے ساتھ تعلق اور پیار کا رشتہ عارضی اور وقتی نہ ہو بلکہ مستقل ہو، ہمیشہ رہنے والا ہو، اپنی نسلوں میں جاری کرنے والا ہو۔ اور آپ کے خدا تعالیٰ کی خاطر اس تعلق کی وجہ سے آپ کی گودوں میں پرورش پانے والی مائیں اور آپ کی گودوں میں پرورش پانے والے مستقبل کے باپ جماعت احمدیہ کو ہمیشہ ملتے رہیں جن کی گودوں اور تربیت سے وہ بچے پروان چڑھیں جو جماعت اور خلافت احمدیہ پر جان نچھاور کرنے والے ہوں۔ آپ کی گودوں سے وہ بچے پل کر جوان ہوں جن کی زندگیوں کا مقصد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو آگے بڑھانا ہو اور حضرت محمد ﷺ کا جھنڈا تمام دنیا پر گاڑنا ہو اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہو۔ اللہ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اس سوچ اور عمل کے ساتھ زندگی گزارنے والا ہو۔ اور جب خدا کے حضور حاضر ہوں تو خدا کی پیار کی نظر ہم پر پڑے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کہے کہ اے میری بندیو اور اے میرے بندو! تمہارے عمل سے میں خوش ہوا۔ تم جو پاک تربیت یافتہ نسل پیچھے چھوڑ آئے ہو اس سے میں خوش ہوا، اب جاؤ جنت کے جس دروازہ سے تم جنت میں داخل ہونا چاہتے ہو، ہو جاؤ اور میری رضا کے پھل کھاؤ۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اے میرے خدا رحم اور فضل کرنے والے خدا یہ سب عمل جو تیری رضا حاصل کرنے والے ہیں تیرے فضل کے بغیر نہیں ہو سکتے۔ پس تو ہمیشہ ہم پر فضل کی نظر رکھنا اور ہمیں ان راہوں پر چلانا جو تیری رضا کی راہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

مجلس خدام الاحمدیہ اٹلی (Italy) کے

پہلے سالانہ اجتماع کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ : توصیف احمد قمر ۔ معتمد خدام الاحمدیہ اٹلی)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس خدام الاحمدیہ اٹلی کا پہلا سالانہ اجتماع مورخہ 8/ اپریل 2007ء کو منارہ ہال میزانو۔ رویئنہ میں منعقد ہوا۔ ("منارہ ہال" میزانو جو رویئنہ کا ایک قصبہ یا گاؤں ہے) کے سرکاری مڈل سکول کا اسپورٹس ہال ہے۔ اور اس سکول کا نام Manara valgimigli ہے۔ یہ سکول کچھ عرصہ سے جماعت اٹلی کی سرگرمیوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ جب حضور ایدہٗ اللہ تعالیٰ نے مجلس خدام الاحمدیہ اٹلی کے ترجمان رسالہ کا نام المنار رکھا (جس کا اجراء عنقریب ہونے والا ہے) تو ہماری نظر فوری طور پر مذکورہ سکول کے نام پر رک گئی۔ یہ حسین اتفاق یا تصرف الٰہی اکثر لوگوں کے لیے ایمان افروز ہے۔

مورخہ 7/ اپریل کی شام کو ہی کچھ خدام مقام اجتماع میں پہنچ گئے اور ہال کی تیاری کا کام شروع کر دیا۔ اسی طرح شعبہ آڈیو وڈیو اور ضیافت کی ٹیموں نے بھی تیاری شروع کر دی۔ ہال کو بینرز سے سجایا گیا تھا نیز سٹیج کو بھی خوب آراستہ کیا گیا تھا۔ اور مہمانوں کی آمد بھی شام کو شروع ہو گئی جن میں مکرم صداقت احمد صاحب مربی سلسلہ سوئٹزرلینڈ بھی شامل تھے۔

8/ اپریل کو صبح ہی سے احباب دُور دُور سے مقام اجتماع میں پہنچنا شروع ہو گئے۔ صبح سات بجے ناشتہ کے ساتھ ہی رجسٹریشن کا آغاز بھی ہو گیا۔ تقریباً 9:30 بجے پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ مکرم آفتاب احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ اٹلی نے لوائے خدام لہرایا اور مکرم عبدالفاطر صاحب صدر جماعت اٹلی نے اٹلی کا جھنڈا لہرایا۔ مکرم صداقت احمد صاحب مربی سلسلہ نے دعا کرائی۔ اس کے بعد اجتماع کی کارروائی شروع ہوئی۔

تلاوت قرآن کریم اور ترانے کے بعد مکرم آفتاب احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے عہد دہرایا اور مکرم عبدالفاطر صاحب صدر جماعت اٹلی نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ اس کے بعد علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ خدام و اطفال نے تلاوت، نظم، تقریر، اذان کے مقابلوں میں بڑھ چڑھ کا حصہ لیا۔ تقریری مقابلوں میں اردو، انگلش، اور اٹالین زبان میں تقاریر ہوئیں۔

11 بجے رویئنہ Ravenna شہر کے میئر کے نمائندہ (ان کی مجلس عاملہ کے رکن جن کا تعلق امیگریشن کے شعبہ سے ہے) Mr.ILARIO FRABEGOLI تشریف لائے۔ اس دوران علمی مقابلہ جات روک دیئے گئے اور مکرم صدر صاحب جماعت اٹلی نے معزز مہمان کو خوش آمدید کہا اور آج کی تقریب اجتماع اور جماعت کا تعارف پیش کیا۔ اس کے بعد Mr. ILARIO FRABEGOLI نے حاضرین سے مختصر خطاب کیا۔ اور جماعت کے رفاہی کاموں کی تعریف کی۔ اور اپنے شہر کی حکومت کی رواداری کی پالیسی سے آگاہ کیا۔ انہوں نے بتایا کے ان کی شہری حدود میں 11000 ہزار غیر ملکی آباد ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ آج ان کا قومی تہوار (ایسٹر) ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے اس تقریب میں شامل ہونا ضروری سمجھا ہے۔ انہوں نے میئر کی طرف سے نیک جذبات کا اظہار کیا اور اس کے بعد اجازت چاہی۔ مربی صاحب نے ان کو قرآن پاک کا تحفہ دیا جو انہوں نے خوشی سے وصول کیا اور رخصت ہوئے۔

اجتماع میں چند اٹالین مہمان بھی شامل تھے جن میں ایک اخباری فوٹوگرافر تھی۔ اس کے علاوہ اجتماع میں سینیگال سے تعلق رکھنے والے دو غیر احمدی مسلمان بھی شامل تھے۔ ان میں سے ایک Fai modu رویئنہ کے تمام تارکین وطن کے منتخب نمائندے برائے Comune (میئر کے مشیر برائے تارکین وطن) ہیں۔ جبکہ دوسرے Babacar ایک سوشل ورکر اور آئندہ ہونے والے انتخاب میں مذکورہ بالا نشست کے امیدوار ہیں۔ (اس شہر میں سینیگال کے افراد کی تعداد 1000 کے لگ بھگ ہے۔)

Assessore کے جانے کے بعد دوبارہ علمی مقابلہ جات شروع ہوئے مجموعی طور پر خدام کے 36 اور اطفال کے 14 مقابلے ہوئے۔

غیر احمدی اور غیر مسلم مہمانوں کے لئے ریفریشمنٹ کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ کھانے سے قبل جانا چاہتے تھے۔

دوپہر کے کھانے کے بعد ورزشی مقابلہ جات کا آغاز ہوا جو اجتماع گاہ سے ملحقہ فٹ بال گراؤنڈ میں منعقد ہوئے۔ فٹ بال، رسہ کشی، بیڈمنٹن، اور دوڑ کے مقابلے ہوئے۔ ورزشی مقابلہ جات میں مجموعی طور پر 92 خدام و اطفال نے شرکت کی۔

رسّہ کشی کے مقابلوں سے حاضرین خوب لطف اندوز ہوئے۔ کھیلوں کے بعد نماز ظہر و عصر مربی صاحب کی اقتداء میں ادا کی گئی۔

اس کے بعد آخری سیشن کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم آفتاب احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ اٹلی نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے خدام کو ان کی ذمہ داریوں خصوصاً تبلیغ کی طرف توجہ دلائی۔ اور مربی صاحب نے انعامات تقسیم فرمائے۔ انعامات میں کپ۔ میڈلز۔ کتابیں۔ سندیں۔ مفلر اور ٹوپیاں وغیرہ شامل تھیں۔ آخر پر مکرم صداقت احمد صاحب مربی سلسلہ نے اختتامی خطاب فرمایا اور خدام کو زریں نصائح فرمائیں اور مالی قربانی کی اہمیت پر زور دیا۔ اجتماع کی کل حاضری 210 تھی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ اٹلی کے اس پہلے سالانہ اجتماع کو ہر لحاظ سے آئندہ ترقیات کا پیش خیمہ بنائے۔

❁❁❁❁❁❁

جزائر فجی کی جماعتوں میں

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سیرت النبی ﷺ کے جلسوں انعقاد

(رپورٹ : فضل اللہ طارق ۔ مبلغ سلسلہ فجی)

جزائر فجی کی جماعتوں میں ماہ مارچ کے آخری دنوں میں یوم مسیح موعود و جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد کئے گئے۔

جزیرہ ونوا لیوو کی جماعتوں نسرا وانگا، ولودا اور لمباسہ میں جلسے منعقد ہوئے۔ مقامی احباب نے سیرت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور اس دن کے حوالے سے تقاریر پیش کیں۔ اسی طرح ریجنل مبلغ مکرم طارق احمد رشید صاحب بھی ان جلسوں میں شامل ہوئے اور خطاب کیا۔

جزیرہ ویتو لیوو کے ویسٹرن ریجن کی تینوں جماعتوں (لٹوکا، نانڈی اور مارو) کا اکٹھا جلسہ مسجد محمود مارو میں مورخہ یکم اپریل کو منعقد ہوا۔ ٹھیک دس بجے صبح تلاوت قرآن کریم سے جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا آغاز ہوا۔ اس جلسہ میں تین نظمیں اور چار تقاریر پیش کی گئیں۔ مکرم جمال الدین صاحب معلم لٹوکا نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از روئے قرآن پیش کی۔ آخر پر خاکسار نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ کشتیٔ نوح میں سے "ہماری تعلیم" کے کچھ حصے پڑھ کر سنائے اور نصیحت کی کہ بیعت کے بعد لازمی ہے کہ ہم اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں تب ہی ہم مسیح موعودؑ کی محفوظ کشتی میں بیٹھنے والے ہوں گے۔

جماعتوں کے علاوہ احمدیہ مسلم سکول ولودا اور احمدیہ مسلم سکول لٹوکا میں بھی یوم مسیح موعودؑ کے حوالے سے جلسے منعقد ہوئے۔ ان جلسوں میں چار صد سے زائد احباب جماعت اور ساڑھے سات صد طلباء و طالبات اور پچاس مہمان شامل ہوئے۔

جزائر فجی میں باوجود عیسائی اکثریت کے 12/ ربیع الاول کے حوالے سے عام تعطیل ہوتی ہے۔ اس نسبت سے ہیڈکوارٹر صُووا میں مورخہ 2/ اپریل کو مسجد فضل عمر ساما بولا میں جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ میں جزائر سولومن کے طلباء یونین کے صدر مہمان خصوصی تھے۔ اس جلسہ میں آنحضور ﷺ کی سیرت کے متعلق تقاریر پیش کی گئیں۔ انٹر فیتھ فجی کے نمائندہ نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مہمانوں کو سوال و جواب کا موقع بھی دیا گیا۔ اس جلسہ میں سو سے زائد مہمان شامل ہوئے۔ اور فجی کے سب سے بڑے اخبار Fiji Times نے اس کی رپورٹنگ کی۔

جزیرہ تائیونی میں سنٹرل انڈین سکول نے ہمارے مبلغ نعیم احمد اقبال صاحب کو سکول میں جلسہ سیرت النبیؐ کے انعقاد کی درخواست کی چنانچہ مورخہ 30/ مارچ جمعۃ المبارک کے روز یہ جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں بھی تلاوت قرآن کریم کے بعد دو نظمیں اور چار تقاریر پیش کی گئیں۔ ڈیڑھ گھنٹہ کے اس پروگرام میں آنحضرت ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا۔

اس جلسہ کے انعقاد پر سکول انتظامیہ نے جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ آخر پر سکول کے اساتذہ اور طلباء میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

اللہ تعالیٰ جماعت فجی کے لئیان جلسوں کا انعقاد بابرکت فرمائے اور ان کے نیک ثمرات مترتب ہوں۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

جماعت احمدیہ نائیجر (Niger) کے تیسرے جلسہ سالانہ اور دیگر سرگرمیوں کی مختصر رپورٹ

(رپورٹ: شاکر مسلم - مبلغ سلسلہ نائیجر)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نائیجر کافی فعال ہو چکی ہے اور تعلیمی و تربیتی امور میں اچھی کوششیں ہو رہی ہیں۔ ذیل میں ان سرگرمیوں کی مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے۔

جلسہ سالانہ نائیجر

جماعت احمدیہ نائیجر کو اپنے تیسرے جلسہ سالانہ کے کامیاب انعقاد کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔

جلسہ کے لئے 2 اور 3/ مارچ کی تاریخیں مقرر کی گئیں۔ جلسہ کی تیاری کے لئے ایک ٹیم تشکیل دی گئی اور کام کو مختلف شعبہ جات میں تقسیم کیا گیا۔ اس ٹیم نے ایک ماہ قبل ہی جلسہ کی تیاری شروع کر دی۔ اور جلسہ کے آغاز تک تمام انتظامات بخیر و خوبی مکمل کر لئے۔ یکم مارچ سے نائیجر کے مختلف علاقوں سے مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ نائیجیریا سے بھی ایک وفد نے شرکت کی۔ اسی طرح برکینا فاسو سے مکرم امیر صاحب برکینا فاسو مع چند احباب کے تشریف لائے۔

پہلا روز:

جلسہ کا آغاز 2/ مارچ بروز جمعۃ المبارک کیا گیا۔ نماز جمعہ مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر برکینا فاسو نے پڑھائی۔ اور خطبہ جمعہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات رحمٰن اور رحیم کو بیان کیا۔ نیز جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد نائیجر کے دارالحکومت نیامی میں جامع مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب منعقد ہوئی۔ مکرم امیر صاحب برکینا فاسو اور مکرم امیر صاحب نائیجر نے بنیادی اینٹیں رکھیں۔ مکرم امیر صاحب برکینا فاسو نے دعا کرائی۔ اس دوران تمام احباب لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ کا ورد کرتے رہے۔

جلسہ سالانہ کا پہلا اجلاس مکرم امیر صاحب برکینا فاسو کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم انس احمد صاحب لوکل معلم نے عربی قصیدہ کے چند اشعار پیش کئے۔ اس کے بعد نائیجیریا سے آئے ہوئے ایک مہمان مکرم صالح عمر صاحب لوکل مشنری نائیجیریا نے ''جماعت احمدیہ کا تعارف'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اسی طرح مکرم ایوب صاحب نے ''تربیت اولاد'' کے موضوع پر تقریر کی۔

نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد ویڈیو پروگرام ہوا جس میں حضور انور کے دورہ بینن کی ویڈیو دکھائی گئی۔ اس کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے بعد مجلس سوال و جواب ہوئی۔ مکرم فخر الاسلام صاحب مبلغ سلسلہ نے سوالوں کے جوابات پیش کئے۔

دوسرا روز:

دوسرے روز کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ تمام احباب نے نماز تہجد ادا کی۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم ہوا۔

اختتامی اجلاس مکرم امیر صاحب برکینا فاسو کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم صالح عمر صاحب لوکل مشنری نائیجیریا نے ''خلافت'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم عبدالرحمٰن صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نیامی نے ''انفاق فی سبیل اللہ'' کے عنوان پر تقریر کی۔ اس کے بعد خاکسار شاکر مسلم نے ''سیرت النبیؐ'' پر تقریر کی۔ اور مکرم اکبر احمد طاہر صاحب امیر و مشنری انچارج نائیجر نے اختتامی خطاب فرمایا۔ اور تمام احباب کا شکریہ ادا کیا۔

آخر پر مکرم امیر صاحب برکینا فاسو نے دعا کروائی۔ اس طرح دوپہر ایک بجے یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام کو پہنچا۔ الحمدللہ۔

اس جلسہ میں 32 مقامات سے نمائندگان تشریف لائے۔ اسی طرح امام، نمائندگان سربراہ روحانی پیشوا فرقہ تجانیہ، میئر سرناؤ، مختلف چیفس، سابقہ میئر حلقہ اور کثیر تعداد میں غیر از جماعت احباب نے شرکت کی۔

اخبارات اور ریڈیو نے بڑا تعاون کیا اور جلسہ سے قبل انعقاد کا اعلان اور بعد میں جلسہ کی رپورٹنگ کی۔ ایک پرائیویٹ ٹی وی Tehere نے بھی جلسہ کو کوریج دی۔ دو اخبارات نے مسجد کے سنگ بنیاد کی خبر مع تصاویر شائع کی۔ 3/ مارچ کو مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

❁❁❁❁❁

ریجنل جلسہ جماعت برنی کونی

15 اور 16/ فروری 2007ء کو ماداوا شہر میں ریجن برنی کونی کے دو روزہ ریجنل جلسہ سالانہ کا انعقاد کیا گیا۔ 15/ فروری بعد از نماز عشاء مجلس سوال و جواب کا انعقاد کیا گیا۔ مکرم فخر الاسلام صاحب مبلغ سلسلہ اور مکرم الحاج محمد سلیمان لوکل مشنری نے سوالات کے جوابات دئے۔ یہ پروگرام رات گئے تک جاری رہا۔

دوسرے روز کا آغاز نماز تہجد سے ہوا اور نماز فجر کے بعد عظمت قرآن پر درس دیا گیا۔

دس بجے صبح کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد لوکل مشنری الحاج محمد سلیمان صاحب نے ''آمد مہدی اور نظام خلافت'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم فخر الاسلام صاحب مبلغ سلسلہ نے ''نماز'' کے موضوع پر اور مکرم اکبر احمد طاہر صاحب امیر و مبلغ انچارج نائیجر نے ''قرآن کی عظمت'' کے عنوان پر تقریر کی۔ صدر صاحب جماعت احمدیہ ماداوا نے سب مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ آخر پر مکرم امیر صاحب نے دعا کرائی اور اس طرح یہ جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

❁❁❁❁❁

افتتاح مسجد بیت المہدی

گزشتہ سال مئی میں میئر صاحب ماداوا شہر نے ایک قطعہ زمین (6800 مربع میٹر) جماعت کے نام الاٹ کیا تھا جہاں جماعت احمدیہ نائیجر نے جامع مسجد بنانے کا پروگرام بنایا۔ سنگ بنیاد کی تقریب میں ڈیپارٹمنٹ ماداوا کے پریفے، میئر ماداوا شہر نے بھی شرکت کی۔ مسجد کی تکمیل پر 16/ فروری بروز جمعۃ المبارک افتتاح کا پروگرام بنایا گیا۔ اس موقع پر غیر از جماعت مسلمانوں کو بھی دعوت دی گئی۔

یہ مسجد تقریباً 250 افراد کے نماز پڑھنے کے لئے کافی ہوگی۔ یہ شہر کی دوسری بڑی مسجد ہے۔

پروگرام کے مطابق مکرم امیر صاحب نائیجر نے جمعہ پڑھایا۔ خطبہ جمعہ میں آپ نے تعمیر مساجد کی غرض و غایت بیان کی۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے ساتھ ہی اس مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔ قریباً تین صد افراد نے نماز جمعہ ادا کی۔ نماز جمعہ کے بعد مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

مختلف سرکاری و غیر سرکاری افسران اور چیفس نے اس افتتاح میں شرکت کی۔ قریبی دیہات اور شہروں سے بھی لوگوں نے شرکت کی۔

❁❁❁❁❁

ریجنل جلسہ مارادی ریجن

16 اور 17/ فروری 2007ء کو مارادی ریجن کے ایک گاؤں Algada میں دو روزہ ریجنل جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔

16/ فروری بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز عشاء تلاوت قرآن کریم کے ساتھ جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت کے بعد مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی جو رات گئے تک جاری رہی۔ خاکسار شاکر مسلم، مبلغ سلسلہ نے سوالات کے جوابات دئے۔

دوسرے روز نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ نماز فجر کے بعد لوکل مشنری الحاج محمد سلیمان نے درس دیا۔

صبح دس بجے مکرم امیر صاحب اپنے وفد کے ساتھ تشریف لائے اور جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور قصیدہ کے بعد لوکل مشنری محمد سلیمان صاحب نے ''نظام جماعت اور نظام خلافت'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم اکبر احمد طاہر صاحب امیر و مشنری انچارج نائیجر نے ''شرائط بیعت اور مالی قربانی کی اہمیت'' کی طرف توجہ دلائی۔

جلسہ میں حلقہ کے میئر اور چیف تشریف لائے اور جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ مکرم امیر صاحب نے آخر پر دعا کروائی اور یہ جلسہ اختتام کو پہنچا۔

اس جلسہ میں 15 مقامات سے تقریباً چار صد احباب نے شرکت کی۔

❁❁❁❁❁

تقریب سنگ بنیاد مسجد

مارادی ریجن کے اسی گاؤں Algada میں 17/ فروری بروز ہفتہ مسجد کے سنگ بنیاد کی ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ اس پروگرام میں علاقہ کے چیف کے علاوہ دیگر احباب کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ مسجد کے لئے زمین گاؤں کے ہی ایک دوست نے دی۔ مسجد کے لئے یہ قطعہ زمین 2500 مربع میٹر پر مشتمل ہے۔

مکرم امیر صاحب نے پہلی اینٹ رکھی جس کے بعد علاقہ کے میئر، Chief Contou، گاؤں کے امام اور چیف نے بنیادی اینٹ رکھنے کی سعادت حاصل کی۔ دوران تقریب تمام احباب لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کا ورد کرتے رہے۔ آخر پر مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ نائیجر کی ان عاجزانہ مساعی کو قبول فرماتے ہوئے اپنے بے انتہا فضلوں سے نوازے اور عظیم الشان روحانی ترقیات سے نوازے۔ ❁❁

تبصرہ کتب

نام کتاب: لہو کی بوند بولے گی
شاعر: جمیل الرحمٰن صاحب (ہالینڈ)
تبصرہ: فرید احمد ناصر

جماعت احمدیہ کی اردو ادب کی تاریخ کو دیکھا جائے تو بہت سے ادیب اور شعراء اردو ادب کی خدمت اور اس کی ترقی میں مصروف نظر آتے ہیں جن میں ایک نام جمیل الرحمٰن کا بھی ہے۔ ان کی شاعری کی پہلی کاوش ''زمین جب آنکھ کھولے گی'' منظر عام پر آئی اور اب ''لہو کی بوند بولے گی'' اسی کا تسلسل ہے۔ 1996ء سے 2004ء تک کہے گئے گیت، ترانے، نظمیں اور غزلیں 144 صفحات پر مشتمل اس کتاب میں موجود ہیں۔

جمیل الرحمٰن صاحب کا پورا نام کنور محمد جلیل الرحمٰن جمیل ہے جبکہ جمیل الرحمٰن قلمی نام ہے۔ لاہور میں پیدا ہونے والا یہ شاعر شروع ہی سے ادبی حلقوں کا حصہ بنا رہا۔ اور شاعری میں حبیب جالب تک کی شفقتوں کو سمیٹتا رہا۔ مگر یہ اس کی شخصیت کا اصلی زاویہ نہیں۔ حقیقی زاویہ چار خلافتوں کی محبتیں ہیں جنہوں نے اس کی جھولی کو ہمیشہ بھرے رکھا۔ خلافت خامسہ کے اوائل ہی میں ایم ٹی اے پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں پہلی تہنیتی نظم ''سیدی مشفقی مرشدی مہربان'' نشر ہوئی تو یہ تاریخی اعزاز اسی شاعر کے حصہ میں آیا اور جمیل الرحمٰن خود کہتا ہے کہ ''اگر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ میرے پہلے نغمے کو ذاتی دلچسپی لے کر اپنی نگاہ شفقت سے نہ نوازتے تو شاید یہ کتاب معرض وجود میں نہ آتی۔''

جماعت احمدیہ جس تاریخی دور سے گزر رہی ہے اس میں راہ مولا میں قربان ہونے والے اور اسی طرح اللہ کے فضل اور ان قربانیوں کے طفیل احمدیت کے قافلے کی خلیفۂ وقت کی عظیم قیادت میں گوناگوں ترقی اس کتاب کا موضوع ہے۔ اور یہ موضوع لہو کو قطرہ قطرہ ٹپکاتا ہے اور پھر جمیل الرحمٰن کی کتاب ''لہو کی بوند بولے گی'' کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A. Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

ابوریحان البیرونی اور ڈاکٹر عبدالسلام
ایک دلچسپ موازنہ

(محمد زکریا ورک ۔ کینیڈا)

برہان الحق ابوریحان البیرونی (973-1053ء) کی پیدائش خوارزم صوبہ کے شہر خیوا (موجودہ ازبکستان) کے قریب ایک موضع بیرون میں ہوئی تھی۔ زندگی میں آپ تین بادشاہوں کے سائنسی مشیر رہے۔ آپ نے 183 کے قریب کتابیں زیب قرطاس کیں۔ کتاب الہند، قانون المسعودی، آثار الباقیہ، کتاب امر فی الظلال آپ کی شاہکار کتابیں ہیں۔

عہد وسطیٰ میں آپ کی نابغہ روزگار شخصیت اور زبردست علمیت کے پیش نظر آپ کو الاستاذ (The Master) کے لقب سے نوازا گیا تھا، جبکہ ہندوستان کے پنڈت آپ کو ودیا ساگر (wizard of knowledge) کہتے تھے۔ امریکہ کے بیسویں صدی کے ممتاز سائنسی ہسٹورین جارج سارٹن نے لکھا ہے کہ وہ اسلام کے عظیم ترین سائنسدانوں میں سے تھا اور ہر شخص اس کو ہر زمانے کے عظیم ترین لوگوں میں شمار کرتا تھا۔ (انٹروڈکشن ٹو ہسٹری آف سائنس)۔ پاکستان کے نوبل انعام یافتہ سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام نے بیرونی کو گیلی لیو کا ہم پلہ تجربی سائنسدان (empirical scientist) قرار دیا ہے۔ مشہور مغربی تاریخ دان ول ڈیورانٹ نے کتاب 'ایج آف فیتھ' میں بیرونی کا ذکر یوں کیا ہے: "بیرونی لائب نز اور قریب قریب اسلام کے لیونارڈو تھے"۔ "at least the Leibniz, almost the Leonardo of Islam"۔

ابوریحان ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ ایک ہزار سال گزرنے کے باوجود ان کی لازوال شہرت کی وجہ یہ ہے کہ آپ بہ یک وقت مسلمہ ہیئت داں، چوٹی کا ریاضی دان، باکمال نجومی، عظیم تاریخ دان، جغرافیہ دان، علم بصریات کا محقق، ماہر ارضیات، ماہر سماجیات، ماہر لسانیات، ماہر طبیعات، ماہر مذہبیات، ماہر معدنیات، ماہر ترجمہ نگار، ماہر دواساز، روشن خیال شاعر، محقق، دانشور، ادیب، اور ترجمہ نگاری میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ علم پیمائش ارض کے باوا آدم، آثار قدیمہ کے پہلے ماہر، تقابلی مطالعہ ادیان کے بانی ومؤسس تھے۔ بیرونی زمین کے متعلق گہری تحقیق کرنے والا، دھاتوں کی کثافت اضافی معلوم کرنیوالا، دنیا کے مشہور مقامات کے طول البلد، عرض البلد معلوم کرنے والا، ریاضی کے مسائل کے نئے حل تلاش کرنے والا، تنہا زمین کے محیط کی صحیح صحیح تحقیق کرنے والا، دیوقامت انسان (Intellectual giant) تھا۔ آپ اسلامی تاریخ کے ان ممتاز ترین لوگوں میں سے تھے جن کی ذات میں مہندسوں کا دماغ اور مؤرخ کے وہ اوصاف جمع ہوگئے تھے جن کا تعلق ترکیب وتحلیل اور امتزاج سے ہے۔

سائنس اور مطالعہ فطرت

سائنس کا مطلب اور مقصد مطالعہ فطرت ہے۔ بیرونی کے نزدیک مطالعہ فطرت کی کیا اہمیت تھی؟ اس بارے میں ڈاکٹر حسین نصر کہتے ہیں:

''بیرونی کے نزدیک مطالعہ فطرت بطور خدا کی کاریگری کے انسان کی فطری اور عالی شان مساعی تھی۔ ...... بیرونی کے نزدیک علم کے حصول میں مقدس اور غیر مقدس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ انسان جس چیز کا بھی مطالعہ کرتا ہے چاہے وہ علم تاریخ ہو یا کہ فزیکل سائنس، اس کا مطالعہ مذہبی رنگ اختیار کرلیتا ہے۔ خاص طور پر نظر آنے والی طبعی دنیا کا مطالعہ جو دانشمندوں کے لئے آیات ہیں اور یہ چیز بیرونی کے نزدیک اسلامی نقطہ نظر کا طرہ امتیاز ہے۔..... بیرونی اگرچہ الحادیت پر یقین نہیں رکھتا تھا مگر علم کے حصول میں وہ اس نظریہ سے اتفاق کرتا تھا۔ اس کے نزدیک سائنسی علوم کا مطالعہ اور حصول گویا مذہبی فریضہ تھا...... وہ زمین وآسمان جس میں بیرونی سانس لیتا اور رہتا تھا وہ خدا کی صناعی ہے جو بالآخر انسان کو خدا کی طرف لے جاتی ہے۔ اس میں صداقت پنہاں ہے جس کی گارنٹی اسی وقت ہوتی ہے جب اس کی اجازت خدا کی طرف سے ہو''۔ (S. H. Nasr, Islamic Cosmological Doctrine, page 32)

نوبل انعام یافتہ سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام، بیرونی کے بارے میں فرماتے ہیں:

''بیرونی ابن سینا کا دوسرا عالی مرتبہ ہم عصر جس نے آج کے افغانستان میں کام کیا تھا۔ وہ ایک تجربی سائنسدان تھا اپنے نقطہ نظر میں 600 برس بعد آنے والے گیلی لیو کی طرح ماڈرن اور قرون وسطیٰ کے اثرات سے مبرا تھا''۔ (مضمون اسلام اور سائنس، ارمان اور حقیقت، صفحہ 186)

ایک اور جگہ ڈاکٹر سلام فرماتے ہیں:

"A great scientist - whom I always think of as the first of the moderns in Islam." (Renaisance of sciences in Islamic Countries, 1994, page 251)

اپنے مضامین اور کتابوں میں البیرونی قرآن حکیم کی آیات کے حوالے استدلال کے طور پر پیش کیا کرتے تھے۔ یہ آیات کریمہ جس سہولت کے ساتھ وہ برجستہ پیش کرتے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کلام اللہ پر کامل عبور رکھتے تھے۔ بیرونی کی جملہ کتابیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع ہوتیں اور اس کے بعد وہ خدا کا شکر بجالاتے کہ جس نے ان کو حق شناسائی کی سعادت بخشی۔ جیسے کتاب تحدید کا آغاز یوں ہوتا ہے:

واللہ اسئل ان یوفق للصواب و یعین علی درک الحق و یسھل سبیلہ و یغیر طریقہ و یرفع الموانع عن نیل المطلوب المحمود۔ (کتاب التحدید ص45)

پھر فرماتے ہیں: ''فانی لا آبی قبول الحق من ای معدن وجدتہ''۔ (کتاب التحدید ص 104)

ترجمہ: میں صداقت کو قبول کرنے میں بیزاری کا اظہار نہیں کرتا چاہے کسی بھی ذریعہ سے میں اس کو حاصل کرسکوں''۔

بیرونی کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی فکر ونظر پر قرآن حکیم کا زبردست اثر تھا اور وہ اس کتاب مبین سے انسپریشن حاصل کیا کرتے تھے۔ بیرونی اپنی کتابوں میں قرآن حکیم کے حوالے بطور دلیل اور ثبوت کے دیا کرتے تھے۔ 'کتاب تحدید نہایت الاماکن' کے چھٹے باب کے آخر پر فرمایا: ''خدا ہی سچائی کی طرف رہ نمائی کرنے والا بہترین راہبر ہے''۔

پھر کتاب کے تعارف میں انہوں نے مختلف موضوعات پر اظہار خیال کرتے ہوئے چھ صفحات 3-8 میں درج ذیل آیات کا حوالہ دیا تھا:

وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا (آل عمران:191)

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ (آل عمران:15)

الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ (الزمر:19)

يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ (محمد:21)

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (الانعام:12)

''کتاب الہند'' میں بیرونی نے قرآن پاک کی سات آیات کریمہ کا حوالہ دیا تھا:

18:83, 2:68, 11:9, 79:24, 28:38, 29:12, 4:136

سیاسی امور میں وہ مذہب اور سیاست کو الگ الگ رکھنے کی بجائے سیاسی قوانین مذہب کے تابع ہونا ضروری سمجھتے تھے۔ گویا وہ سیکولرازم کے خلاف تھے اور دینی ریاست کے قیام کو ترجیح دیتے تھے۔

بیرونی کا تعلق ان حکماء سے تھا جو مظاہر فطرت میں اللہ کی وحدانیت اور اس کی حکمت کا جلوہ جگہ جگہ، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے دیکھتے ہیں۔ وہ سائنس کا مطالعہ اس لئے ضروری سمجھتے تھے کیونکہ اس کے ذریعہ خدا کی شان جلوہ گر ہوتی ہے۔ سائنس کے مطالعہ کے لئے قرآن حکیم کی یہ آیت ان کے پیش نظر ہوتی تھی

وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا (آل عمران:191)۔

ترجمہ: اور وہ زمین اور آسمان کی تخلیق پر غور وفکر کرتے رہتے ہیں اور بے اختیار کہہ اٹھتے ہیں اے ہمارے مولیٰ کریم آپ نے یہ جہاں بغیر حکمت کے نہیں بنایا ہے۔

ابوریحان نے اپنی تصنیفات عالیہ میں اس آیہ کریمہ کا حوالہ بار بار دیا ہے۔

البیرونی کی عربی سے محبت

بیرونی عربی زبان کی علمی صلاحیتوں کے باعث اس کے زبردست حامی تھے۔ بیرونی کے دور زندگی میں بعض لوگوں نے ریاست کو لادینی قرار دینے کی کوشش کی تھی۔ جب وہ اپنی کوششوں میں ناکام ہوگئے تو بیرونی نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا: "جب تک دن میں پانچ دفعہ اذان کی آواز عوام کے کانوں میں گونجتی رہے گی اور جب تک فصیح عربی زبان والا قرآن امام کے پیچھے صف باندھے نمازیوں میں تلاوت کیا جاتا رہے گا ایسا کبھی نہ ہوسکے گا''...... ''ہمارا دین اور ہماری سلطنت عرب ہیں...... سائنسی علوم عربوں کی زبان میں دنیا کے تمام ملکوں سے تراجم کے ذریعہ منتقل کردئے گئے ہیں، ان کو سنوارا گیا ہے، ان کو جاذب نظر بنادیا گیا ہے اور (عربی) زبان کی خوبیاں ان کی رگوں اور شریانوں میں سرایت کرگئی ہیں، ہر قوم اپنی زبان کو اعلیٰ وارفع قرار دیتی ہے جس کی وہ عادی ہوتی ہے اور جس کو وہ روزمرہ معاملات زندگی میں استعمال کرتی ہے...... میں تو چاہوں گا کہ میری عربی میں ملامت کی جائے چہ جائیکہ فارسی میں میری مدح کی جائے"۔

(Daniel Boorstein, The Discoverers, page 541)

خلیفہ مامون الرشید (813-833ء) کی قائم کردہ سائنس اکیڈیمی 'بیت الحکمۃ' کی طرح اٹلی میں سائنس کی اکیڈیمی بنانے والے (انٹرنیشنل سینٹر فار تھیوریٹیکل سائنس) ڈاکٹر عبدالسلام بھی اپنی تقاریر، مضامین اور کتابوں میں قرآن حکیم اور حدیث کے حوالے برہان قاطع کے طور پر دیا کرتے تھے۔ ان کی کتاب ''آئیڈیلز اینڈ ریلیٹیز'' (Ideals & Realities) میں قرآن حکیم کی آیات نگینوں کی طرح سجی ہوئی ہیں۔ قرآن پاک پر اپنے پختہ ایمان کے بارے میں وہ فرماتے ہیں: "ایک سائنسدان کی حیثیت سے قرآن مجھ سے کلام کرتا ہے اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ میں قوانین فطرت پر غور کروں اور اس سلسلے میں وہ کونیات، طبیعات، حیاتیات، اور علم طب کی مثالیں بطور نشانیاں دیتا ہے۔ تو کیا لوگ پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے بنائے گئے ہیں۔ آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کیسے اٹھایا گیا؟ (الغاشیۃ:19)۔ اور پھر زمین اور آسمان کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں ہوشمند لوگوں کیلئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ (آل عمران:191)۔ قرآن پاک کی 750 آیات (جو ساری کتاب کا آٹھواں حصہ ہیں) ایمان والوں کو نصیحت کرتی ہیں کہ وہ قدرت کا مطالعہ کریں...... (قرآن) ایک ایسی کتاب ہے جس کی محض تلاوت ہی مارما ڈیوک پکتھال کے الفاظ میں انسانوں کو وجد میں لانے کیلئے کافی ہے۔ کسی اور شے سے زیادہ مجھے اس کا ذاتی تجربہ ہے، وہ دوامی حیرتوں کا ذکر کرتا ہے، میں نے ذاتی طور پر اپنی سائنس میں اس کا تجربہ کیا ہے''۔

(عبدالسلام، ارمان اور حقیقت، صفحہ 184)

کہا جاتا ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام موسم گرما ہو یا موسم سرما، گرم بالائی کوٹ زیب تن فرماتے جس کی جیب میں ہمیشہ حمائل شریف ہوتی تھی۔ سفر کے دوران، ائرپورٹ پر انتظار کرتے ہوئے وہ قرآن حکیم کی آیات پر تدبر فرماتے اور مظاہر فطرت بیان کرنے والی آیات کریمہ سے انسپریشن حاصل کرتے تھے۔ خوش الحان قاریوں (قاری عبدالباسط، اور پاکستان کے قاری عبیدالرحمٰن) کی تلاوت کے بے شمار کیسٹ خود منگواتے اور انہیں بے پناہ عقیدت سے سنا کرتے

تھے۔سویڈن میں نوبل انعام وصول کرنے کے موقع پر انہوں نے اپنی تقریر سورۃ رحمٰن کی آیات کی تلاوت کرنے پر ختم کی تھی۔

(کتاب عبد السلام، زکریاورک، 2003ء)

تین باتوں سے عشق

ڈاکٹر سلام (نوراللہ مرقدہ) کی دختر اکبر نیک اختر ڈاکٹر عزیزہ رحمٰن کا کہنا ہے کہ ابا جان کو تین باتوں سے وارفتہ لگاؤ تھا۔ایک تو قرآن مجید سے،دوسرے والدین سے ،اور تیسرے سرزمین پاکستان سے ۔ انہوں نے بچپن میں ہی عربی زبان سیکھ لی تھی۔اس لئے وہ قرآن مجید کی آیات کے معنی سے بخوبی واقف ہوتے تھے۔وہ آیات کریمہ پر خوب غوروفکر کیا کرتے تھے خاص طور پر وہ آیات جن کا تعلق سائنس سے ہے ۔ان آیات سے وہ روحانی فیضان حاصل کرکے اپنی ریسرچ میں ان سے رہ نمائی اور بصیرت حاصل کرتے تھے۔ وہ اپنی تقاریر ہمیشہ درج ذیل قرآنی دعا سے شروع کیا کرتے تھے: رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ(آل عمران:195)

ابوریحان کے ہم عصر سائنسدان،ابن الہیثم کے عقیدہ کے بارے میں ڈاکٹر عبدالسلام فرماتے ہیں:

’’قرون وسطیٰ کے مسلمان سائنسدانوں کی کہانی جن میں الکندی، الفارابی، ابن الہیثم اور ابن سینا شامل ہیں یہ ظاہر کرتی ہے کہ مسلمان ہونے کے علاوہ ان میں یا ان کے سائنسی کارناموں میں کوئی شے اسلامی نہیں تھی۔اس کے برعکس ان کی زندگیاں واضح طور پر غیر اسلامی تھیں۔طب، کیمیا،طبیعات، ریاضی اور فلسفے میں ان کے کارہائے نمایاں قدرتی اور منطقی طور پر یونانی فکر ہی میں اضافہ تھے‘‘۔نوٹ فرمائیں کہ ڈاکٹر صاحب نے اس جگہ البیرونی کا ذکر عمداً نہیں کیا کیونکہ ان کے نزدیک البیرونی ایک راسخ العقیدہ (staunch Muslim) مسلمان تھے۔

لاہور میں 1988ء میں فیض میموریل میں لیکچر دیتے ہوئے ڈاکٹر عبدالسلام نے فرمایا:

’’ابتدا ہی سے انسان اس کوشش میں رہا ہے کہ وہ طبیعاتی عوامل کی توجیہ چند سادہ تصورات اور اصولوں سے کرے۔اس کوشش میں سلطان محمود غزنوی کے دور کے مسلمان سائنسدان البیرونی کا نام واضح طور پر پہلے سامنے آتا ہے۔البیرونی اور اس کے بعد گیلی لیو نے یہ اصول پیش کیا کہ طبیعات کے جو قوانین کرہ ارض پر کارفرما ہیں وہی کائنات کے ہر گوشے میں کارفرما ہیں۔ آج یہی اصول ساری سائنس کی بنیاد ہے۔اگر ایسا نہ ہوتا تو سائنس کا وجود ہی نہ ہوتا فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلاً البیرونی اور گیلی لیو کے کام کو آگے بڑھاتے ہوئے نیوٹن نے ریاضی کی مدد سے یہ دکھایا کہ جس قوت کے تحت مادی اجسام زمین کی طرف گرتے ہیں وہ وہی ہیں جس کے تحت سیارے سورج کے گرد گردش کرتے ہیں یہی قوت ثقل ہے"۔

(کتاب عبد السلام، از عبد الحمید چودھری، صفحہ 269)

ابوریحان البیرونی کے مذہبی خلوص اور اسلامی خدمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے علم مثلث کے اصولوں کو بروئے کار لاتے ہوئے قبلہ معلوم کرنے کا نیا سائنسی طریقہ وضع کیا۔ انہوں نے سمت قبلہ کی تحقیق اور صحیح تعین پر چار فکر انگیز رسالے لکھے تھے۔ ایضاح الادلہ علی کیفیت سمت القبلہ (50 صفحہ)۔ تلافی عوارض الزلہ فی کتاب دلائل القبلہ (کتاب دلائل قبلہ کی غلطیوں کی اصلاح)۔ تہذیب الشروط عمل لتصحیح سموت القبلہ (80 صفحات) سمت قبلہ کی اصلاح۔ کتاب الاجوبہ والاسئلہ لتصحیح سمت القبلہ (قبلہ کی سمت کے تعین پر سوال و جواب 90 صفحات)۔

البیرونی کی خدمت دین

البیرونی کی خدمت دین کی لگن ایک اور واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے۔نمازوں کے اوقات کے تعین کیلئے انہوں نے ایک سائنسی آلہ ایجاد کیا۔ اس آلے میں انہوں نے بازنطینی مہینوں کے نام استعمال کئے۔کسی تنگ نظر مذہبی عالم کو جب اس چیز کا علم ہوا تو اس نے آپ کو بے دین قرار دیا۔ البیرونی نے جواباً اس عالم دین کو کہا: بازنطینی تو روٹی بھی کھاتے ہیں پھر اس فعل میں بھی ان کی نقل نہ کرو۔ (Dr A. Salam, Renaissance of Sciences, 1994, page 251)

بیرونی نے 17 سال کی عمر میں (990ء) خود کے بنائے ہوئے 'رنگ ڈائیل' سے کاث شہر کا عرض البلد معلوم کیا جس وقت سورج نصف النہار پر تھا۔جبکہ عبدالسلام نے ریاضی کا ایک دقیق مسئلہ (راما نوجن کا مسئلہ) سترہ سال کی عمر میں (جون 1943ء) میں حل کیا تھا۔ بیرونی کی مادری زبان خوارزمین تھی مگر انہوں نے کتابیں اس دور کی بین الاقوامی اور سائنسی زبان عربی میں لکھیں تھیں۔عبدالسلام کی مادری زبان پنجابی تھی مگر انہوں نے تمام کتابیں ہمارے دور کی بین الاقوامی زبان انگلش میں لکھیں۔

بیرونی کو بادشاہ سلطان مسعود (1041ء) نے ان کی علمی خدمات (خاص طور پر 1500 صفحات پر مشتمل قانون مسعودی احاطہ تحریر لانے پر) کے عوض میں چاندی کے سکوں سے لدا ہوا ہاتھی انعام میں دیا تھا۔ڈاکٹر عبدالسلام کو ان کی علمی خدمات کے اعتراف میں سویڈن کے بادشاہ نے نوبل انعام دیا تھا۔دونوں بارلیش تھے۔ دونوں اپنی ریسرچ میں قرآن کو رہنما بناتے تھے۔ دونوں حج بیت اللہ سے مشرف نہ ہوئے تھے۔دونوں نے جلاوطنی میں زندگی گزاری اور دونوں کو غیر ممالک میں عزت کا مقام ملا۔ دونوں کا حافظہ بلا کا تھا۔دونوں سائنسدان ہونے کے باوجود ادب اور شعرو شاعری سے شغف رکھتے تھے۔ بیرونی خود شعر کہتے تھے مگر عبدالسلام نے شعروشاعری تو نہ کی البتہ ان کو فارسی میں حافظ اور اردو میں فیض احمد فیض کے اشعار نوک زبان تھے۔حکومت پاکستان نے 1973ء میں بیرونی کی ہزار سالہ برسی کے موقع پر ڈاک ٹکٹ جاری کیا تھا جبکہ ڈاکٹر عبدالسلام کی سائنسی اور قومی خدمات کے اعتراف میں ڈاک ٹکٹ 1997ء میں جاری کیا تھا۔ طہران (ایران) کے لالے پارک میں البیرونی کا مجسمہ نصب ہے جبکہ ڈاکٹر عبد السلام کے نام پر جینیوا (سوئٹزرلینڈ) میں ایک سڑک ہے۔ بیرونی جس طرح سلطان محمود غزنوی، سلطان مسعود، سلطان مودود کے سائنسی مشیر رہے تھے اسی طرح ڈاکٹر سلام صدر پاکستان محمد ایوب خان کے سائنسی مشیر رہے تھے۔

(zakaria.virk@ontario.ca)

نماز جنازہ حاضر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 25/اپریل بروز بدھ نماز ظہر سے قبل مسجد فضل کے احاطہ میں دو جنازے حاضر پڑھائے۔

(1) مکرمہ ناصرہ پروین صاحبہ (اہلیہ مکرم میاں حشمت اللہ صاحب آف ساؤتھ آل)

مکرمہ ناصرہ پروین صاحبہ 21/اپریل 2007ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ مرحومہ نہایت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ 4 بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ بشیر بیگم صاحبہ (آف گوجرانوالہ)

مکرمہ بشیر بیگم صاحبہ 21۔اپریل کو 73 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مرحومہ یہاں اپنے بیٹے مکرم فیاض احمد صاحب ملہی کے پاس وزٹ پر آئی ہوئی تھیں۔نہایت نیک، دعاگو اور خلافت سے اخلاص کا تعلق رکھنے والی بزرگ خاتون تھیں۔پسماندگان میں ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ مکرم چوہدری شریف احمد ججہ صاحب آف کوٹ آغا کی بیٹی اور محترم مختار احمد صاحب ملہی امیر جماعت ضلع گوجرانوالہ کی تائی تھیں۔

نماز جنازہ غائب

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم پروفیسر میاں محمد افضل صاحب (آف لاہور)

مکرم میاں محمد افضل صاحب 17/اپریل کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مرحوم موصی تھے۔آپ کو مجلس نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کی توفیق ملی۔ علاوہ ازیں آپ نے 9 سال تک لاہور کے حلقہ گلبرگ میں بطور صدر اور سیکرٹری تعلیم بھی خدمت کی توفیق پائی۔مرحوم نہایت نیک، مخلص اور محنت سے کام کرنے والے انسان تھے۔آپ کو مضامین لکھنے کا بہت شوق تھا اور روزنامہ الفضل میں اکثر آپ کے مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔مرحوم 1970ء میں گورنمنٹ کالج راولپنڈی کے پرنسپل رہے اور اس کے علاوہ ساہیوال اور فیصل آباد کے کالجوں میں بھی آپ کو پرنسپل کے طور پر کام کرنے کا موقعہ ملا۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ امۃ السلام صاحبہ (بنت مکرم حاجی امیر عالم صاحب مرحوم آف کوٹلی آزاد کشمیر)

مکرمہ امۃ السلام صاحبہ 27 فروری 2007 کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مرحومہ موصیہ تھیں۔انتہائی نیک اور تقویٰ شعار خاتون تھیں۔آپ نے 20 سال صدر لجنہ ضلع کوٹلی کے طور پر خدمت کی توفیق پائی ۔مرحومہ مکرم حامد مقصود عاطف صاحب مربی سلسلہ برکینا فاسو کی ساس اور مکرم خواجہ عبد العظیم احمد صاحب مربی سلسلہ کی دادی تھیں۔

(3) مکرم محمد اختر صاحب ابن ملک محمد افضل خان صاحب آف محمود آباد جہلم)

مکرم ملک محمد اختر صاحب 25 فروری کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مرحوم دینی خدمت کا بھرپور جذبہ رکھتے تھے اور آپ نے جماعت احمدیہ محمود آباد جہلم میں مختلف شعبہ جات میں خدمات سلسلہ کی توفیق پائی۔ آپ مکرم خواجہ عبدالعظیم احمد صاحب مربی سلسلہ نائیجیریا کے سسر تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے درجات کو بلند تر فرمائے اور لواحقین کا ان کے بعد خود نگہبان ہو۔آمین۔

اعتذار

......الفضل انٹرنیشنل کے 27/اپریل 2007 کے شمارہ کے صفحہ نمبر 16 کے تیسرے کالم میں جہاں ضیاء الحق کی موت کا سن 1988ء کی بجائے 1985ء لکھا گیا ہے۔اس جملے کو یوں پڑھا جائے۔

’’یہ پیشگوئی اگست 1988ء میں ضیاء الحق کی عبرتناک موت سے پوری ہوئی‘‘۔

......الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ نمبر 18 جلد نمبر 14 مورخہ 4/مئی 2007ء کے صفحہ نمبر 2 پر مکرم مبارک احمد صاحب ظفر کی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔سہو کتابت سے دو اشعار میں آخری حرف طبع نہیں ہوئے۔ اصل اشعار یوں ہیں:

مُلکاں مُلکاں تیرے ناں دا جاری لنگر ھویا
در تیرے توں فیض کمایا وَلّیاں ، بھگتاں ، مِیراں
گَرماں والی نظر جے پاویں ، ہَتھ موڈھے تے رکھیں
پاٹِیاں لِیراں والے وِی فِر پا جاوَن توقِیراں

ادارہ ان فروگزاشتوں پر معذرت خواہ ہے۔

First Minute Reiseburo

خوشخبری۔پاکستان،انڈیا،انگلینڈ،USA،کینیڈا اور جماعتی فنکشن پر جانے والوں کے لئے خصوصی رعایت۔
دنیا بھر میں کہیں بھی بذریعہ ہوائی جہاز یا بحری جہاز سفر کرنے کے لئے جرمنی بھر میں اب آپ گھر بیٹھے چند لمحوں میں ٹیلیفون، SMS اور ای میل کے ذریعہ OK ٹکٹ حاصل کریں۔مزید معلومات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

Liaqat Ali Shamsi & Afzal

Tel: 0611-4504569 Fax: 0611-4504573 Mob: 0170-6565946
E-mail: jmafzal@gmail.com Web: www.f-tur.de
Address: First Minute Reiseburo, Rheinstr.17, 65185 Wiesbaden (Germany)

مکرم وکیل صاحب وقف نو کا دورہ یوگنڈا

(رپورٹ: آدم وحید۔ سیکرٹری وقف نو۔ یوگنڈا)

مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب وکیل وقف نو مورخہ 11/مارچ 2007ء کو دارالسلام (تنزانیہ) سے یوگنڈا پہنچے۔ وی آئی پی لاؤنج میں مکرم عنایت اللہ صاحب زاہد امیر و مشنری انچارج یوگنڈا نے مع سیکرٹری صاحب امور عامہ اور مکرم رفیع احمد صاحب مبلغ سلسلہ ان کا استقبال کیا۔ جب وہ جماعت احمدیہ یوگنڈا کے نیشنل ہیڈکوارٹر پہنچے تو سینکڑوں احباب نے نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ ان کا والہانہ استقبال کیا جہاں واقفین نو بچوں نے انہیں پھولوں کے گلدستے پیش کئے۔ اس موقع پر مسجد اور مشن ہاؤس کو خوبصورت غباروں کے ساتھ جن پر Welcome to Wakile Waqfe Nau پرنٹ کیا گیا تھا اور پھولوں اور بینرز کے ساتھ سجایا گیا تھا۔

واقفین نو بچے مساکا، امبرارا اور کمپالا تینوں زونز سے اپنے والدین کے ساتھ اور کمپالا زون کے دیگر احباب جماعت بھی استقبال کے لئے جمع تھے۔

پانچ بج کر پینتالیس منٹ پر مسجد کمپالا میں مکرم وکیل صاحب وقف نو کی صدارت میں اجلاس شروع ہوا جس میں مکرم وکیل صاحب وقف نو نے تمام بچوں کا فرداً فرداً جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا اور بچوں میں انعامات تقسیم کئے۔ دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔

مورخہ 12/مارچ کو جنجہ (Jinja) میں جو زونل ہیڈکوارٹر ہے، واقفین نو بچوں اور ان کے والدین کے اجتماع کا پروگرام بنایا گیا۔ یہ شہر دریائے نیل کے کنارے پر واقع ہے اور یوگنڈا میں احمدیت کا پہلا مرکز بھی رہا ہے۔ مکرم وکیل صاحب وقف نو مکرم امیر صاحب یوگنڈا کے ہمراہ صبح دس بجے کمپالا سے جنجہ کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں دریائے نیل کے منبع کا نظارہ کرتے ہوئے ساڑھے بارہ بجے جنجہ پہنچے جہاں سینکڑوں احباب اور واقفین نو بچوں اور والدین نے ان کا پرجوش نعروں کے ساتھ استقبال کیا۔ وہاں بھی مشن ہاؤس کو خوبصورت جھنڈیوں اور بینرز سے سجایا گیا تھا۔

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد اجلاس شروع ہوا جس میں مکرم وکیل صاحب وقف نو نے تمام واقفین کا فرداً فرداً جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔ اس موقع پر بچوں نے بہت خوبصورت انداز میں اُردو نظمیں پڑھیں۔ تقسیم انعامات کے بعد دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام کو پہنچا۔ اور پھر کمپالا واپسی ہوئی۔

مورخہ 13/مارچ کو مکرم وکیل صاحب وقف نو مکرم امیر صاحب کے ہمراہ کمپالا سے امبالے (Ambale) روانہ ہوئے جو جماعت کا زونل ہیڈکوارٹر اور یوگنڈا کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ کمپالا سے دو سو کلومیٹر پر واقع اس شہر میں ہمارا ہسپتال بھی ہے۔ راستہ میں اگانگا میں رُک کر جماعت کی سب سے بڑی زیر تعمیر مسجد جو عنقریب مکمل ہونے والی ہے کا جائزہ لیا اور خوشی کا اظہار فرمایا۔ امبالے میں شام چار بجے نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب، مکرم امیر صاحب، مکرم ڈاکٹر رفیع احمد صاحب اور زونل مبلغ انچارج صاحب امبالہ سے چالیس کلومیٹر دور ایک بہت خوبصورت پہاڑی علاقہ دیکھنے گئے جہاں بہت خوبصورت آبشاروں کا نظارہ کیا۔ یہاں قریب قریب تین بڑی آبشاریں ہیں جو 45، 60 اور 90 فٹ کی بلندی سے گرتی ہیں اور سی پی فالز کے نام سے مشہور ہیں اور قدرتی حسن کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ رات آٹھ بجے واپس امبالہ پہنچے۔ جہاں مکرم ڈاکٹر صاحب کے ہاں قیام کیا۔

مورخہ 14/مارچ کو Kayoga نامی جماعت میں مکمل ہونے والی مسجد کے افتتاح کا پروگرام تھا جو امبالے سے چالیس منٹ کے فاصلہ پر تھی۔ ساڑھے گیارہ بجے روانگی ہوئی اور 12:15 بجے بخیریت وہاں پہنچے جہاں مقامی جماعت نے اپنے لوکل اور سرکاری نمائندوں کے ساتھ پرجوش نعروں سے مرکزی وفد کا استقبال کیا۔ مسجد کے باہر ہی خوبصورت پنڈال بنایا گیا تھا جہاں افتتاحی تقریب ہوئی۔ مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب، وکیل وقف نو نے خطاب فرمایا اور مکرم امیر صاحب نے بھی مسجد کی افادیت اور برکات پر روشنی ڈالی اور اس سے متعلقہ ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اس موقعہ پر سرکاری نمائندوں نے بھی تقاریر کیں۔

آخر پر مسجد میں نصب تختی کی نقاب کشائی کی گئی اور مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد ظہر و عصر کی نمازیں ادا کی گئیں اور کھانے کے بعد امبالے سے رخصت ہوتے ہوئے۔ مسجد خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت خوبصورت ہے۔ مقامی احباب نے خاص طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا محبت بھرے جذبات کے ساتھ شکریہ ادا کیا جن کی شفقت کی وجہ سے یہ مسجد مکمل ہوئی۔ مورخہ 15/مارچ کو مکرم وکیل صاحب وقف نو واپس نیروبی تشریف لے گئے۔

قارئین کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دورہ کے نیک اثرات مترتب کرے اور جماعت احمدیہ یوگنڈا کے واقفین نو بچوں کی احسن رنگ میں تربیت کی توفیق بخشے۔

❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ: حاصل مطالعہ از صفحہ نمبر 16

رائے دی ہے اور سرحد حکومت نے نیا موقف اختیار کیا ہے کہ سپریم کورٹ کی رائے ماننے یا نہ ماننے۔ ان کے خیال میں فیصلہ ہوتا تو پھر اسے تسلیم کرنے کی پابندی ہوتی حالانکہ صدر نے ریفرنس جوڈیشل ریویو کے تحت دائر کیا جس میں آئین کی تشریح میں سپریم کورٹ کی رائے حتمی ہوتی ہے اور سپریم کورٹ نے اپنی رائے میں سترہ شقات کو خلاف آئین قرار دیا ہے۔

(روزنامہ 'دن' 7/اگست 2005ء صفحہ 10)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ درد بھرے الفاظ میں فرماتے ہیں ؎

کب پیٹ کے دھندوں سے مسلم کو بھلا فرصت
ہے دین کی کیا حالت یہ اُس کی بلا جانے
سرمستی سے خالی ہے دل عشق سے عاری ہے
بیکار گئے اُن کے سب ساغر و پیمانے

❁❁❁❁❁❁

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ یوکے برائے سال 2007ء

جامعہ احمدیہ، یوکے میں ستمبر 2007ء میں انشاء اللہ نئے طلباء کے داخلے ہوں گے۔ جس کی شرائط حسب ذیل ہیں۔

(1) تعلیم: درخواست دہندہ نے یورپ کے کسی ملک سے جی سی ایس ای (GCSE) یا اے لیولز (A-Levels) یا اس کے مساوی تعلیم میں کم از کم 70% فیصد نمبر حاصل کئے ہوں۔

(2) عمر: جی سی ایس سی (GCSE) پاس کرنے والے طالب علم کی عمر 16 سال تک اور اے لیولز (A-Levels) پاس کرنے والے طالب علم کی عمر 18 سال تک ہونی چاہئے۔

(3) میڈیکل رپورٹ: درخواست دہندہ کی صحت کے متعلق ڈاکٹر (GP) کی میڈیکل رپورٹ انگریزی میں درخواست کے ساتھ منسلک ہونی چاہئے۔

(4) تحریری ٹیسٹ: درخواست دہندہ کو ایک تحریری ٹیسٹ بھی پاس کرنا ہوگا جس میں دینی معلومات، معلومات عامہ اور ذہانت سے متعلقہ سوالات ہوں گے۔ دینی معلومات کیلئے 16 سال کی عمر تک کا وقفِ نو سلیبس بطور نصاب رکھا گیا ہے۔ یہ ٹیسٹ انگریزی اور اردو میں ہوگا۔

(5) زبانی انٹرویو: صرف وہ بچے جو تحریری ٹیسٹ میں کامیاب ہوں گے انہیں فائنل انٹرویو کیلئے جامعہ، یوکے میں بلایا جائے گا۔ انٹرویو کی معین تاریخ اور وقت کی اطلاع بعد میں کردی جائیگی۔

(6) درخواست دینے کا طریقہ: درخواست جامعہ کے تیار کردہ درخواست فارم پر مندرجہ ذیل ضروری کاغذات یا اسناد کے ساتھ دی جانی چاہئے۔ یہ درخواست امراء ممالک کو پہلے ہی بھجوائے جا چکے ہیں:

(1) مکمل درخواست فارم بمعہ تصدیق نیشنل امیر صاحب (2) میڈیکل رپورٹ (انگریزی میں) (3) جی سی ایس سی/اے لیولز کے سرٹیفیکیٹ کی کاپی (اگر بوقت درخواست دستیاب ہو ورنہ بعد میں نتیجہ نکلنے پر بھجوائی جا سکتی ہے) (4) صدر خدام الاحمدیہ کی رپورٹ بوساطت نیشنل امیر صاحب (5) پاسپورٹ کی کاپی (6) ایک عدد پاسپورٹ سائز فوٹو۔

متفرق ہدایات:

❁ ...... تمام درخواستیں اپنے نیشنل امیر صاحب کے توسط سے دفتر پرنسپل جامعہ احمدیہ یوکے میں 30/جون 2007ء تک ضرور پہنچ جائیں۔ ہمارا ایڈریس حسب ذیل ہے:

Jamia Ahmadiyya UK
8 South Gardens , Collierswood, London SW19 2NT
Tel: 020 8542 9850 Fax: 020 8417 0348

❁ ...... درخواست میں نام کے سپیلنگ وہی لکھے جائیں جو پاسپورٹ میں درج ہیں۔

❁ ...... جامعہ میں داخلہ کے لئے دلچسپی رکھنے والے طلباء روزانہ تلاوتِ قرآنِ کریم کے علاوہ وقفِ نو سلیبس 16 سال تک کی تیاری کی طرف خاص توجہ دیں۔ کیونکہ تحریری ٹیسٹ کے دینی معلومات کے سوالات اسی سلیبس کے مطابق سیٹ کئے جائیں گے

❁ ...... اردو اور انگریزی زبان بہتر بنانے کی طرف بھی خاص توجہ دی جائے۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ، یوکے)

جماعت احمدیہ یوگنڈا میں یوم مصلح موعود کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: رفیع احمد۔ مبلغ سلسلہ یوگنڈا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال جماعت احمدیہ یوگنڈا کو چار مختلف مقامات پر جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ کے انعقاد کی توفیق ملی۔ مساکا زون میں دو مقامات یعنی چانجلبے اور مساکا میں یوم مصلح موعود منعقد ہوا۔ جہاں احباب جماعت کی تعداد 137 رہی۔ اسی طرح امبالے زون میں بھی دو مقامات پر یہ جلسے منعقد کئے گئے جس میں 57 احباب شریک ہوئے۔

علاوہ ازیں نیشنل ہیڈکوارٹر کمپالا میں بھی جلسہ یوم مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا انعقاد ہوا۔ اس جلسہ میں مردوں اور عورتوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

اس جلسہ میں مکرم آدم حمید صاحب اور مکرم حسن تمزادے صاحب معلم سلسلہ نے لوگنڈا زبان میں پیشگوئی مصلح موعودؓ کے بارہ میں تفصیل سے بتایا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی جماعتی خدمات کے متعلق تقاریر کیں جن کا انگریزی زبان میں ترجمہ بھی کیا گیا۔ اس کے علاوہ ایک تقریر انگریزی زبان میں مکرم رفیع احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے کی۔ اس تقریر میں پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا۔ اور بعد میں مکرم آدم حمید صاحب نے لوگنڈا زبان میں اس کا ترجمہ کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پروگرام بہت کامیاب رہا اور لوگوں نے بڑی دلچسپی سے سارا پروگرام سنا۔ آخر میں ایک سوال و جواب کی مجلس ہوئی جس میں پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق سوالات کئے گئے جن کے جوابات مکرم آدم حمید صاحب نے دئے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان تمام مساعی میں برکت ڈالے۔

❁❁❁❁❁❁❁

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

ملک مشتاق احمد صاحب سگّو

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 17/اپریل 2006ء میں مکرم حفیظ احمد خالد صاحب اور 28/جون 2006ء کے شمارہ میں مکرم حکیم محمد افضل فاروقی صاحب کے قلم سے محترم ملک مشتاق احمد صاحب سگّو کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

محترم سگّو صاحب 1945ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ملک اللہ ڈیوایا صاحب سگّو اپنے علاقہ کے نمبردار تھے۔ اُن کی وفات کے بعد محترم ملک مشتاق احمد سگّو صاحب نمبردار مقرر ہوئے۔ آپ خان گڑھ سے میٹرک کرکے راولپنڈی چلے گئے اور وہاں سے 1965ء میں ہومیوڈاکٹر کی سند حاصل کی۔ پھر دینی تعلیم کے لئے مدرسہ تعلیم القرآن میں داخلہ لیا اور پانچ سال میں مختلف دینی علوم پر عبور حاصل کیا۔ دریں اثناء پرائیویٹ طور پر B.A. بھی کرلیا۔ 1971ء میں آپ اپنے گھر واپس آگئے اور ہومیو پریکٹس شروع کردی۔ دل کے حلیم اور سخی تھے۔ سب کا علاج مفت کرتے۔ بطور ٹیوب ویل آپریٹر سرکاری ملازمت بھی کی لیکن 1986ء میں استعفیٰ دیدیا۔

آپ اپنے نانا محترم رانا فیض بخش صاحب نون آف شجاع آباد (بیعت 1931ء) کی کوشش سے دسمبر 1974ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی دستی بیعت کرکے مشرف بہ احمدیت ہوئے۔ اُس سال آپ جلسہ سالانہ پر تشریف لے گئے اور وہاں حضورؒ کی ملاقات بھی کی۔ آپ حضورؒ سے ملاقات کے وقت دست مبارک کو چوم کر رونے لگ گئے اور ملاقات ختم ہونے پر باہر آکر کہنے لگے کہ آج تک مَیں غلطی پر تھا، حضورؒ اقدس کا چہرہ نور ہی نور تھا، ایسا نورانی چہرہ مَیں نے آج تک کسی کا نہیں دیکھا، یہ مرد خدا جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ اُسی رات بیعت کرلی۔ جب واپس گاؤں آئے تو سب عزیزوں کو اپنی قبول احمدیت کی اطلاع دی۔ اپنے ایمان پر نہایت جرأت اور استقامت سے قائم رہے۔

اپنے علاقہ کے پہلے احمدی تھے اور آپ کی دعوت الی اللہ سے جلد ہی ایک نئی جماعت قائم ہوگئی جس کے پہلے صدر بھی آپ ہی منتخب ہوئے۔ آپ نے اپنے مکان کے ساتھ والی اراضی میں احمدیہ مسجد بھی تعمیر کروائی جس میں مہمان خانہ بھی بنوایا۔ آپ کی تبلیغ سے قریباً دوصد پھل اللہ تعالیٰ نے عطا کئے ہیں۔

آپ ایک ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ گفتگو اکثر دین سے متعلق ہوتی۔ نوجوانوں کی حوصلہ افزائی اور غرباء و مستحقین کی مدد ان کا مرغوب مشغلہ تھا۔ میٹنگز اور جلسہ وغیرہ آپ کے ڈیرہ پر منعقد ہوتا۔ کرایہ پر بس لے کر احباب کو ربوہ کی زیارت کروانے بھی لاتے۔ اپنی مسجد میں امامت بھی کرواتے اور ڈش لگوا کر پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا خطبہ بھی سنوانے لگے۔

اس پر مخالفین نے آپ کے خلاف سراسر جھوٹا مقدمہ قائم کردیا۔ چنانچہ اگست 2002ء سے تقریباً دس ماہ تک ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ میں اسیر رہے تو وہاں پر موجود تمام حوالاتیوں کو اکٹھا کرکے نماز باجماعت ادا کروائی۔ ڈسٹرکٹ کورٹس مظفر گڑھ میں پیشی کے لئے ان کو وہاں پر قائم ایک حوالات میں رکھا جاتا تو ایک عجیب منظر ہوتا۔ موسم شدید گرم، حبس بے انتہا، پسینے میں شرابور، دم گھونٹنے والے ماحول میں راہ خدا کا یہ مسافر، لوہے کی مضبوط زنجیر سے بندھا بڑے اطمینان اور سکون کے ساتھ کوہ وقار اور مرد آہن بن کر کھڑا ہوتا۔ چہرے پر کوئی مایوسی یا پریشانی کا شائبہ نہیں، زبان پر کوئی گلہ نہیں، اُلٹا دوسروں کو تسلّی دیا کرتا۔ یہ اس شخص کے عزم و استقلال کا ادھورا سا نقشہ ہے جس کو ڈیرہ غازی خان کی جیل میں سنگین جرائم میں ملوث قیدیوں کی طرح بیڑیاں پہنا کر کڑی دھوپ میں کھڑا رکھا جاتا، چکی بند کر دیا جاتا اور ملاقات کی اجازت ہفتہ میں ایک بار دی جاتی۔ یہی صورتحال مظفر گڑھ کی جیل میں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس مقدمہ میں باعزت بری کردیا۔

اس سے قبل بھی پہلی بار جولائی 1999ء سے تقریباً چھ ماہ تک ڈسٹرکٹ جیل ڈیرہ غازی خان میں اسیر رہے۔ اس مقدمہ میں گرفتاری کے لئے جب وہ خود گھر میں نہ ملے تو ان کے چودہ سالہ بیٹے عزیزم ملک عارف احمد سگو کو گرفتار کرلیا گیا اس طرح اسے بھی تین دن ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ میں گزار کر اسیر راہ مولیٰ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

حالانکہ یہ انسان ہمدردی خلائق میں فنا شدہ تھا، نہ صرف راتوں کو رو رو کر دعائیں کرنا اس کا معمول تھا بلکہ عملاً بھی غرباء و مستحقین کی مدد کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا۔ غرباء کو صلائے عام تھی کہ اپنی احتیاجات بلاتردّد بیان کریں۔ اکثر بن مانگے بھی انہیں اناج اور لباس مہیا کرتے۔ لوگ اس یقین کے ساتھ ان کے پاس چلے آتے کہ خالی ہاتھ نہ لوٹائے جائیں گے۔ حتیٰ کہ آپ پر مذکورہ بالا جھوٹا مقدمہ دائر کروا کر ایذا رسانی کا باعث بننے والا شخص بھی امداد کا طالب ہوا تو کسی سے ادھار لے کر کافی مقدار میں غلّہ اس کو فراہم کیا۔ ایک ضرورت مند نے شدید سردی میں گرم چادر کا سوال کیا تو اپنے استعمال کی واحد نئی چادر اس کو دیدی۔ ان کی بستی کا ایک آدمی جیل میں قید تھا۔ اس کے گھر کا سارا ماہانہ خرچ برداشت کرتے رہے۔ لوگوں کو ادھار دی ہوئی رقم بھی ازخود واپس نہ مانگتے۔

جیل سے رہائی کے بعد ایک دفعہ ان کے بیٹے نے کچھ رقم تحفۃً دے کر خواہش کی کہ وہ اس سے نئے کپڑے بنوالیں۔ مگر انہوں نے پرانے کپڑوں پر قناعت کرتے ہوئے اس رقم سے ہومیو پیتھک دواؤں کا بریف کیس منگوالیا اور نواحی موضع میں میڈیکل کیمپس لگا کر سینکڑوں مریضوں کا مفت علاج کیا۔

مہمان نوازی کا وصف ان میں بدرجہ اولیٰ پایا جاتا تھا۔ مہمانوں کے ساتھ بہت اخلاق سے پیش آتے اور اکرام ضیف کا عمدہ نمونہ دکھاتے۔ کبھی ضلعی پروگراموں میں بھی مہمانوں کی تواضع کے لئے پھل اور گوشت وغیرہ بھجوادیتے۔ ایک دفعہ رات گئے کراچی سے آنے والے ایک عیسائی مسافر اس علاقے میں اترے، بوجہ اجنبی ہونے کے مطلوبہ جگہ نہ پہنچ پائے۔ لوگ ان کو اپنے ہاں ٹھہرانے پر آمادہ نہ ہوئے بلکہ سگو صاحب کے پاس جانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ آپ نے رات کو ان کی خاطر مدارت کی اور صبح منزل پر پہنچانے کا انتظام کیا۔

قرآن کریم سے بے انتہا محبت تھی۔ دوران قید بھی مختلف موضوعات پر آیات قرآنیہ تلاش کرکے درج کرتے رہے۔ عام گفتگو میں بات کا آغاز اکثر قرآنی آیت سے کرتے دوران گفتگو بھی بکثرت آیات کے حوالے دیتے۔ ان کے خیال میں خاکسار کا انداز تلاوت بہت عمدہ تھا، مجھ سے ہر جگہ، ہر مجلس میں اور ہر ملاقات میں قرآن کریم سنانے کی فرمائش کرتے حتیٰ کہ جیل میں حاضر ہوتا تو ملاقاتیوں کے اژدحام میں بھی کہتے کہ تھوڑا سا قرآن کریم سنا دو، فون پر رابطہ ہوتا تو بھی یہی خواہش۔

محترم سگو صاحب جماعتی عہدیداران کے احترام کی اہمیت اپنے نمونہ سے دوسروں پر اجاگر کرتے رہتے۔ اپنے اہل خانہ کے ساتھ سلوک بھی بہترین تھا۔ آپ کے گھر میں دو فیملیاں تھیں۔ سب کو اس کے پورے حقوق دیئے کسی کو کبھی کوئی شکایت نہ ہوئی۔ کچھ عرصہ قبل اپنی زمین ان میں تقسیم کی۔ بیٹیوں کو حصہ دینے کا رواج عملاً علاقے میں نہیں لوگوں نے ان کو بھی یہی مشورہ دیا مگر آپ نے عین دینی قانون وراثت کے مطابق سب کو حصہ دے کر دلی اطمینان کا اظہار کیا۔ لوگوں کے لئے یہ ایک اچھنبے کی بات تھی اور وہ اظہار حیرت بھی کرتے کہ دیکھو ایک سال کی بیٹی کے نام بھی زمین الاٹ کردی گئی ہے۔ نیز تقسیم اراضی کے وقت زمین کا کوئی ٹکڑا اپنے لئے نہیں رکھا، بچوں کے استفسار پر جواب دیا کہ میرا پورا توکل اللہ تعالیٰ پر ہے۔

بچوں پر کبھی سختی نہ کی، اپنے نیک نمونے اور حکمت کے ساتھ تربیت کا ہر احسن طریق اختیار کیا، عبادت کی تاکید کرتے، ہر جماعتی ہدایت پر بڑے اہتمام سے اہل خانہ کو ساتھ ملا کر عمل کرتے۔ تمام مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر اور بلاتاخیر حصہ لینے کی کوشش کرتے۔ علاقہ بھر میں دور دور تک ہر چھوٹے بڑے کو دعوت الی اللہ کی، اپنے کردار کے بارے میں کہتے کہ اگر مجھ میں کوئی برائی دیکھتے ہو یا خدمت خلق میں کمی دیکھتے ہو تو بتاؤ تو وہ یہی کہتے کہ سوائے احمدی ہونے کے تمہارے اندر کوئی کمی نہیں ہے۔

آپ نے مورخہ 19/اگست 2005ء کو بعارضۂ قلب بعمر تقریباً ساٹھ برس وفات پائی۔

محترم حاجی عبدالغنی صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 22/جولائی 2006ء میں مکرم ریاض احمد ملک صاحب کے قلم سے محترم حاجی عبدالغنی صاحب آف دوالمیال ضلع چکوال کا مختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

محترم حاجی صاحب مسکین طبیعت کے مالک، خدمت دین اور خدمت خلق کے لئے ہر وقت تیار رہنے والے تھے۔ تہجد گزار، ہمہ تن ذکر الٰہی میں مشغول اور صاحب رؤیا و کشوف تھے۔ احمدیہ مسجد دوالمیال پر مقدمہ میں آپ کا نام بھی شامل تھا۔ آپ نے ذاتی خرچ سے دوالمیال کے قبرستان کی قریباً دوفرلانگ لمبی دیوار پتھروں کی بنوائی۔ گلی کی قریباً تین سوفٹ اینٹوں کی سولنگ بھی کروائی لیکن کبھی کسی خدمت کا اپنی زبان سے اظہار نہیں کیا۔ چھوٹی سی دکان تھی۔ اذان ہوتی تو کسی کی پروا کئے بغیر دکان بند کردیتے۔ جس دکاندار سے آپ سامان خریدا کرتے تھے، اُس کا کہنا ہے کہ آپ واحد شخص تھے جن کی ایڈوانس رقم ہمیشہ میرے پاس پڑی رہتی۔ کہا کرتے کہ زندگی کا کوئی پتہ نہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا ادھار رہ جائے۔ طویل عرصہ فالج کی وجہ سے علیل رہے لیکن کبھی شکوہ نہیں کیا۔ غیرازجماعت بھی آپ کی خدمات کی وجہ سے آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔

محترم مولانا جلال الدین قمر صاحب

بزرگ مربی سلسلہ محترم مولانا جلال الدین قمر صاحب 24/اگست 2006ء وفات پاگئے۔ آپ 5/مئی 1923ء کو قادیان میں مکرم علم الدین صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ 5/مارچ 1946ء کو وقف قبول ہوا۔ آپ کی دینی خدمات کا عرصہ نصف صدی سے زائد ہے۔ اردو، پنجابی، سواحیلی، عربی، فارسی، عبرانی، انگریزی اور لوگنڈا زبانوں پر دسترس حاصل تھی۔ آپ نے ٹانگانیکا، فلسطین، یوگنڈا، کینیا میں خدمت دین کی توفیق پائی۔ لمبا عرصہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں بطور استاد بھی متعین رہے۔ نہایت مخلص، ذہین، محنتی، دعاگو اور عالم باعمل خادم سلسلہ تھے۔ ہر دلعزیز استاد تھے۔

(بحوالہ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28/اگست 2006ء)

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28/جنوری 2006ء میں مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ کی نظم ''یہیں چین ملے گا'' میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

انذاری نشان ملتے ہیں موسم کی نظر میں
اے کاش کہ یاد آئے خدا خوف وخطر میں
زیبا نہیں انسان کو خالق کو بھلا دے
حد درجہ خسارہ ہے رعونت کے سفر میں
جھٹکوں سے زلازل کے ہلاتا ہے زمیں کو
شاید کہ سعادت ہو کہیں نوع بشر میں
اب صدق سے آجاؤ یہیں چین ملے گا
اب خیر اگر ہے تو مسیحا کے نگر میں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

18th May 2007 – 24th May 2007

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 18th May 2007

00:10 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
00:55 Spotlight
02:00 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 13, Recorded on 07/12/1994.
03:00 Huzoor's Tours: Programme documenting Huzoor's tour to Burkina Faso, West Africa.
03:50 Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 178, Recorded on 24th February 1997.
04:55 Poem Recital Competition.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
06:55 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. Recorded on 7th February 2004.
08:00 Le Francais C'est Facile: programme no. 107.
08:25 Siraiki Service
09:15 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 29 recorded on 10th March 1995.
10:15 Indonesian Service
11:10 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh.
13:10 Tilaawat & MTA News review
14:00 Dars-e-Hadith
14:10 Bangla Shomprochar: a discussion in Bengali replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
15:20 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00 Friday Sermon [R]
17:05 Interview: An interview about Hadhrat Chaudhary Zafarullah Khan (ra).
18:05 Le Francais C'est Facile: programme no. 107 [R]
18:30 Arabic Service: Discussion programme about the true concepts of Islam. Rec: 02/03/07.
20:30 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:15 MTA Travel: a visit to Marrakech, Morocco.
22:50 Urdu Mulaqa'at: Session 29 [R]

Saturday 19th May 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
00:50 Le Francais C'est Facile: Lesson no. 107.
01:15 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 14, Recorded on 13/12/1994.
02:15 Interview: An interview about Hadhrat Chaudhary Zafarullah Khan (ra).
03:20 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 18th May 2007.
04:25 Urdu Mulaqa'at: a question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking friends. Session no. 29. Recorded on 10th March 1995.
05:30 MTA Travel: a visit to Marrakech, Morocco.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor. Recorded on 15th February 2004.
08:05 Ashab-e-Ahmed
08:55 Friday Sermon [R]
10:00 Indonesian Service
10:55 French Service
12:00 Tilaawat & MTA International Jama'at News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme
15:00 Children's Class with Huzoor, recorded on 19th May 2007.
16:05 Moshaa'irah: an evening of poetry
16:45 Question Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 10/02/1984. Part 2.
18:00 Attractions of Australia: a documentary about Asutralian Wildlife.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam.
21:00 MTA International Jama'at News
21:35 Children's Class [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 20th May 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:05 Qur'an Quiz
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 15, recorded on 14/12/1994.
02:30 Kidz Matter
03:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 18th May 2007.
04:00 Ashab-e-Ahmed
04:35 Moshaa'irah: an evening of poetry
05:30 Attractions of Australia [R]
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Children's class with Huzoor. Recorded on 19th May 2007.
08:20 Huzoor's tours: a programme documenting Huzoor's visit to Benin in West Africa.
09:30 Kidz Matter: kids discussion programme.
10:10 Indonesian Service
11:10 Spanish Service: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 6th April 2007.
12:20 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:15 Bangla Schomprochar
14:15 Friday Sermon [R]
15:15 Bustan-e-Waqfe Nau Class with Huzoor, recorded on 20th May 2007.
16:25 Huzoor's Tours [R]
17:35 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 24th November 1996. Part 2.
18:30 Arabic Service
19:35 Kidz Matter [R]
20:15 Learning Arabic: Lesson no. 3
20:30 MTA International News Review [R]
21:00 Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
22:15 Huzoor's Tours [R]
23:20 Ilmi Khutbaat

Monday 21st May 2007

00:20 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:15 Learning Arabic: lesson no. 3
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 16, Recorded on 20/12/1994.
02:35 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 18th May 2007.
03:45 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 24th November 1996. Part 2.
04:40 Ilmi Khutbaat
05:35 MTA Travel: a documentary about Sorrento and the Amalfi coast.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:15 Children's Class with Huzoor, recorded on 19th May 2007.
08:20 Le Francais C'est Facile: programme no. 54
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 16th February 1998.
09:55 Indonesian Service
10:55 Ghazwat-e-Nabi (saw): a discussion about the Holy war of Badr.
12:20 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:00 Bangla Schomprochar
14:05 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 16/06/2006.
15:05 Children's Class [R]
16:15 Speech delivered by Maulana Mubashir Ahmed Khalon Sahib on the topic of 'the institution of Khilafat'.
16:40 Medical Matters
17:25 Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 17, Recorded on 21/12/1994.
20:35 MTA International Jama'at News
21:10 Children's class [R]
22:30 Friday Sermon [R]
23:30 Speech: the institution of Khilafat [R]

Tuesday 22nd May 2007

00:10 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Learning French: programme no. 54
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 17, Recorded on 21/12/1994.
02:30 Friday Sermon: recorded on 16/06/2006.
03:25 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 16th February 1998.
04:30 Speech delivered by Maulana Mubashir Ahmed Khalon Sahib on the topic of 'the institution of Khilafat'.
05:05 Ghazwat-e-Nabi (saw)
06:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:05 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor. Recorded on 20th May 2007.
08:15 Learning Arabic: Programme no. 3
08:30 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 7th December 1996.
09:50 Indonesian Service
10:50 Sindhi Service
12:05 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:05 Bangla Shomprochar
14:10 Jalsa Salana UK 2005: second day address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 30th July 2005.
15:05 Discussion: a discussion on the topic of Islamic reformation and revival.
16:00 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
17:05 Question and Answer session [R]
18:30 Arabic Service
20:35 MTA International News Review Special
21:10 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:05 Discussion: Islamic reformation and revival [R]
23:10 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]

Wednesday 23rd May 2007

00:10 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:15 Learning Arabic: lesson no. 3
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 18. Recorded on: 27/12/1994.
02:45 Discussion on the topic of 'Islamic reformation and revival.'
03:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 7th December 1996.
05:00 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 29th February 2004.
08:05 Seerat Masih-e-Maud (as).
08:30 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 22nd December 1996. Part 1.
09:50 Indonesian Service
10:50 Swahili Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:05 Bangla Shomprochar
14:05 Ilmi Khitabaat: Friday Sermon delivered by Hadrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 16th July 1982.
14:55 Jalsa Salana UK 1995: speech delivered by Atta-ul Mujeeb Rashid on the topic of the companions of the Promised Messiah.
15:20 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
16:30 Question and Answer Session [R]
18:00 Lajna Magazine
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 19, recorded on 28/12/1994.
20:35 MTA International News Review
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
22:10 Jalsa Speeches [R]
22:35 Hamaari Kaaenat
21:00 Australian Documentary: Australian Wildlife
23:20 Friday Sermon [R]

Thursday 24th May 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 19, recorded on 28/12/1994.
02:40 The Philosophy of the Teachings of Islam
03:10 Hamari Kaa'enaat
03:45 Ilmi Khitabaat
04:25 Lajna Magazine
05:05 Australian Wildlife
05:30 Jalsa Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor. Recorded on 22nd February 2004.
08:10 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session 24. Recorded on 09/07/1994.
09:15 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Burkina Faso, West Africa.
10:20 Indonesian Service
11:20 Al Maa'idah
11:35 Dars-e-Hadith
11:55 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:05 Bengali Service
14:10 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 179, recorded on 25th February 1997.
15:10 Huzoor's Tours [R]
16:20 English Mulaqa'at: session 24 [R]
17:30 Moshaairah
18:30 Arabic Service
20:35 MTA News Review
21:10 Tarjamatul Qur'an Class, session 179 [R]
22:10 MTA Variety: a discussion programme about the rights of women in Islam.
22:50 Al-Maa'idah: a coockery programme teaching how to prepare crispy chilli chicken.
23:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00G MT & 17:00GMT

Translations for Hazoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 | Friday May 11, 2007 | Issue No. 19

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

پریشان حالیٔ اسلام کے تماشائیوں کے سیاسی کھیل

’’متحدہ مجلس عمل‘‘ کے سرحدی مولویوں کے لیل ونہار کا سیاسی روزنامچہ۔ پاکستان کے ایک مایہ ناز اہل قلم اور مفکر جناب اظہر ندیم تحریر فرماتے ہیں:

’’یکلخت ایم ایم اے پر کئی کاموں کا بوجھ آن پڑا۔ بلدیاتی انتخابات سر پر کھڑے ہیں ان کا بھی کچھ کرنا ہے۔ کم ازکم صوبہ سرحد اور بلوچستان میں تو اسے جیتنا چاہئے ورنہ ان صوبوں میں ان کی حکومت کا کیا فائدہ؟ پھر حسبہ بل کے بارہ میں عدالت عظمٰی نے اپنی رائے دے دی ہے جس کے نتیجہ میں حسب بل کا سیاسی مقصد فوت ہوجاتا ہے۔ اگر محتسب صوبہ کا ’’حاکم مطلق‘‘ نہ رہا تو اس منصب کا کیا حاصل ۔ چنانچہ تازہ ترین یہ ہے کہ عدالت عظمٰی کی رائے کے خلاف اپیل کے بارہ میں سوچ بچار شروع ہے۔ آخر صوبائی خودمختاری بھی کوئی چیز ہے جس کی طرف دھیان نہیں دیا گیا۔ مگر ان سب سے بڑھ کر یواے ای سے نبٹنے کا معاملہ ہے جس نے ایم ایم اے کے جنرل سیکرٹری اور قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف مولانا فضل الرحمٰن کو ٹرانزٹ ویزا نہ دینے اور انہیں دبئی سے ان کی مرضی کے خلاف واپس پشاور بھیجنے کی گستاخی کی ہے۔ ایم ایم اے نے پارلیمنٹ میں تحریک استحقاق پیش کرنے کا اعلان بھی کر دیا اور اس کے ساتھ وہ متحدہ عرب امارات کے خلاف عدالت میں جانے کا بھی سوچ رہی ہے۔ اس لئے کہ مولانا فرماتے ہیں کہ ان کے پاس دبئی کا ویزا تھا مگر ائرپورٹ پر امیگریشن حکام نے اس کے باوجود جانے کی اجازت نہیں دی۔ ائرپورٹ سے انہیں ہوٹل منتقل کر دیا اور جب پاکستان کی پرواز ملی تو اس میں سوار کرادیا حالانکہ مولانا صاحب کچھ دن دبئی میں رکنا چاہتے تھے اور پھر وہاں سے سعودی عرب جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ واپس پاکستان پہنچ کر مولانا حسب روایت حکومت پاکستان، وزارت خارجہ اور متحدہ عرب امارات میں پاکستانی مشن پر خوب برسے۔ یواے ای میں پاکستان کے سفیر کا بیان بھی شائع ہوا جس میں انہوں نے بتایا کہ مولانا کا نام ’’بلیک لسٹ‘‘ سے خارج کروانے کی سرتوڑ کوشش کررہے ہیں۔ مصیبت یہ ہے کہ یواے ای حکام کچھ بتا نہیں رہے کہ انہوں نے مولانا فضل الرحمٰن کو کیوں روکا اور پھر ڈی پورٹ کیا۔

اس سے پہلے مولانا سمیع الحق اس کیفیت سے گزر چکے ہیں۔ وہ تو سرکاری وفد کے ساتھ گئے تھے اور ان کے پاس بھی یورپی یونین کے ممالک کا ویزا تھا مگر اس کے باوجود برسلز میں ائرپورٹ پر انہیں روک لیا گیا اور بلجیم میں داخل نہیں ہونے دیا گیا۔ اس وقت بھی ایم ایم اے کے اراکین نے قومی اسمبلی اور سینٹ میں کافی ہنگامہ کیا تھا اور حسب معمول پاکستان کی خارجہ پالیسی کی ناکامی کا اعلان کردیا تھا۔ ایم ایم اے کے اس واویلے سے ایک فائدہ ضرور ہوا ہے کہ اس سے خارجہ پالیسی کے بارہ میں ایم ایم اے کا تصور واضح ہوگیا ہے۔ مولانا سمیع الحق کے واقعہ پر بھی ایم ایم اے کے تمام بڑے بڑے لیڈر ایک ہی بات کرتے تھے کہ ’’ملک کی خارجہ پالیسی ناکام ہے۔ اب مولانا فضل الرحمٰن کے ساتھ جو ناخوشگوار واقعہ پیش آیا تو اب بھی پوری ایم ایم اے قیادت اس پر متفق ہے کہ یہ مشرف حکومت کی ناکام خارجہ پالیسی کا نتیجہ ہے‘‘۔ اس سے یہی مطلب سمجھ میں آتا ہے کہ ایم ایم اے کی رائے میں ’’کامیاب خارجہ پالیسی‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ملک اس کے کسی شہری کو ویزا دینے سے انکار نہ کرے خاص طور پر علمائے کرام اور اراکین اسمبلی کو۔ یہ درست ہے کہ ہر آزاد خودمختار ملک کا یہ اختیار ہے کہ وہ کسی کو اپنے ملک میں داخل ہونے کی اجازت دے یا نہ دے کسی دوسرے ملک کے شہری کا استحقاق نہیں لیکن پھر بھی آخر سفارتخانے کس کام کے، اگر وہ مشکل وقت میں اپنے ملک کے جید عالم دین اور مقتدر سیاسی لیڈر کو میزبان ملک میں داخلہ کی اجازت نہ دلا سکے۔ آخر حکومت سفارتی مشن رکھنے پر کروڑوں روپیہ کس لئے ضائع کررہی ہے۔

بہرحال ایم ایم اے خصوصًا جمعیت علماء اسلام (ف) دوٹوک فیصلہ نہیں کر پارہی کہ متحدہ عرب امارات سے کس طرح نبٹا جائے البتہ حکومت کو اس کوتاہی پر مزہ چکھانے کی تیاری کی جارہی ہے۔ اگرچہ یواے ای حکومت تو ابھی تک اس مسئلے پر خاموشی دھارے ہوئے ہے اور یہ وجہ بتانے پر آمادہ نہیں کہ پاکستان کے قائد حزب اختلاف کا نام ان کی بلیک لسٹ میں کیسے پہنچا جبکہ وہ پاکستان کے ساتھ برادرانہ تعلقات کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ تاہم ترجمان حکومت وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات شیخ رشید احمد نے ایک نیوز چینل سے گفتگو کرتے ہوئے کچھ اشارے دئے ہیں اس میں انہوں نے لیبیا کا ذکر خاص طور پر کیا ہے اور کہا ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن نے طرابلس کو اپنا بیس کیمپ بنایا ہوا ہے اور آپ جانتے ہیں عرب ملک خاص طور پر خلیجی ممالک لیبیا کی حکومت کو پسند نہیں کرتے۔ اس پر مولانا فضل الرحمٰن کچھ زیادہ ہی تلملائے اور ان کے پارٹی لیڈروں نے جو ظاہر ہے سبھی کے سبھی علمائے کرام ہیں دھمکی دی ہے کہ شیخ رشید بتائیں کہ مولانا کا طرابلس میں کونسا ’’کیمپ‘‘ ہے ورنہ ہم ان کے کیمپوں کے بارہ میں راز افشا کردیں گے۔ اب مولانا حضرات غصے میں یہ بھول گئے کہ شیخ رشید نے تو ’’بیس کیمپ‘‘ علامتی معنوں میں استعمال کیا ہے اس سے ان کا مطلب اڈے یا کارروائیوں کے مرکز سے ہے۔ اس سے ان کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ مولانا وہاں کوئی ’’تربیتی کیمپ‘‘ چلا رہے ہیں۔ مولانا کو بھلا ایسے کاموں کے لئے طرابلس جانے کی کیا ضرورت ہے جبکہ یہ شوق پورا کرنے کے لئے پاکستان کی وسیع وعریض دھرتی موجود ہے۔ قبائلی علاقوں اور دور دراز شمالی علاقہ سے زیادہ مناسب جگہ اور کہاں مل سکتی ہے ماسوائے افغانستان کے۔ علاوہ ازیں مولانا کو اپنے نام سے ایسے کیمپ قائم کرنے کی بھلا کیا ضرورت کیا ہے۔ شیخ رشید احمد بھی اس بات کو بخوبی سمجھتے ہیں اس لئے انہوں نے کہا کہ مولانا فضل الرحمٰن کے لیبیا حکومت سے خصوصی تعلقات ہیں۔ یہ بات عام ہے کہ سعودی عرب میں شاہ عبداللہ جو اس وقت ولی عہد تھے اور اب نئے فرمانروا ہیں کے قتل کا منصوبہ پکڑا گیا تھا جس کے بارہ میں یہ بتایا گیا کہ یہ منصوبہ کرنل قذافی کے ایما پر تیار کیا گیا تھا اور اس پر سعودی عرب نے لیبیا سے اپنا سفیر واپس بلا لیا۔ ظاہر ہے کہ خلیجی عرب ریاستیں سعودی عرب کے ساتھ چلتی ہیں۔ مولانا چونکہ حسب معمول طرابلس میں کچھ وقت گزار کر دبئی پہنچے تھے اور وہاں سے انہیں سعودی عرب جانا تھا اس لئے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یواے ای نے ’’اظہار ناراضگی‘‘ کے لئے ایسا کیا ہو کہ انہیں دبئی سے واپس پاکستان بھیج دیا تاکہ وہ اپنے پروگرام پر عمل نہ کرسکیں۔ ویسے پاکستان کے بہت کم لیڈر ایسے ہوں گے جو اتنی کثرت سے بیرونی دوروں پر گئے رہتے ہیں جتنا کہ مولانا فضل الرحمٰن۔ ان سے پہلے مرحوم شاہ احمد نورانی ہی ایسے رہنما تھے جو اکثر وقت بیرون ملک سفر میں گزارتے تھے مگر ان کے بارہ میں تو بتایا جاتا تھا کہ وہ ’’تبلیغی دورے‘‘ پر گئے ہیں جبکہ مولانا فضل الرحمٰن کے بارہ میں ایسا دعویٰ کبھی نہیں کیا گیا۔ ان کے طرابلس آنے جانے کے بارہ میں تو شاید ہی کسی کو معلوم ہوتا ہو۔ بعض باخبر لوگوں کا کہنا ہے کہ جب 88ء میں انتخابات ہوئے تھے تو ان دنوں مولانا کا رابطہ لیبیا کی حکومت سے تازہ تازہ ہوا تھا۔ یہ رشتہ ایسا قائم ہوا کہ پھر پختہ ہی پختہ ہوتا گیا اس دوران مولانا فضل الرحمٰن کے سیاسی قد کاٹھ میں بھی کافی اضافہ ہوا اور وہ اپنے ہم عصروں مثلاً مولانا سمیع الحق، مولانا اجمل قادری وغیرہ سب کو پیچھے چھوڑ گئے۔ اب ان کی حالت یہ ہے کہ مولانا کو اپنا ’’جونئر‘‘ کہہ کر خوش ہو لیتے ہیں اور حسد سے تو نہیں البتہ رشک سے ان کی طرف دیکھتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ یواے ای نے انہیں ’’بلیک لسٹ‘‘ کیوں کیا۔ اس راز سے تو یواے ای کی حکومت ہی پردہ اٹھا سکتی ہے۔ اور وہ بظاہر اس پر خاموش ہے۔ ہوسکتا ہے چپکے سے انہوں نے وجہ بتادی ہو اور جن کو بتایا ہے انہوں نے یہ بات مولانا صاحب تک بھی پہنچا دی ہو۔ جب بات کھل کر سامنے نہیں آتی تو قیاس آرائی ہی کی جاتی رہے گی اور موجود حالات کے مطابق ہر پھر کر تان دہشت گردی اور مذہبی عسکریت پسندی پر ہی ٹوٹے گی کہ خدانخواستہ مولانا فضل الرحمٰن بھی ’’مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی کی سرپرستی‘‘ فرماتے ہیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ اصل وجہ کا پتہ چلایا جائے۔ یواے ای میں پاکستانی سفیر نے بھی بلیک لسٹ کئے جانے کا سبب بتانے سے گریز کیا ہے البتہ یہ امید ضرور ظاہر کی ہے کہ وہ مولانا کا نام ’’بلیک لسٹ‘‘ سے خارج کروانے میں کامیاب ہوجائیں گے۔ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ نام کا شبہ ہوا ہے بلکہ کسی صاحب نے کہا بھی کہ انہیں مولانا فضل الرحمٰن خلیل کے شبہ میں نکالا گیا ہے جو ایک جہادی تنظیم کے سربراہ تھے مگر بات یہ ہے کہ جب جہادی تنظیم جس کے مولانا فضل الرحمٰن خلیل سربراہ تھے پوری فعال تھی تو اس وقت تو وہ دبئی آزادانہ آتے جاتے تھے کبھی کسی نے روک ٹوک نہیں کی اب جبکہ اس پر پابندی عائد ہے اور مولانا خلیل اتنے فعال نہیں رہے، انہیں بلیک لسٹ میں شامل کرلینے کے بارہ میں بتایا جارہا ہے۔ ایم ایم اے لیڈر حکومت سے جس لہجے میں مخاطب ہوتے ہیں اس سے حکومت کے ساتھ ان کے تعلق پر روشنی پڑتی ہے۔ اور ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت واقعی ان سے خوفزدہ ہے۔ پچھلے دنوں صدر مشرف نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا تھا کہ اب ایم ایم اے کے سرحد اسمبلی کے ایک رکن نے جن کا تعلق سپاہ صحابہ سے بھی رہا ہے واشنگٹن پوسٹ کے نمائندے سے انٹرویو میں صدر مملکت کے خدشہ کی تصدیق کی ہے اور کہا ہے کہ ہم جب چاہتے حکومت پر قبضہ کرسکتے تھے۔ اس نے امریکی اخبار کے نمائندے سے بات کرتے ہوئے فخر سے بتایا کہ نائن الیون کے بعد مجھے بھی گرفتار کیا گیا تھا مگر صرف دس دن بعد رہا کرنا پڑا۔ کہنے کو ہم پر پابندی عائد کی گئی مگر ہم پہلے سے زیادہ طاقتور ہوکر سامنے آئے ہیں۔ صدر مملکت نے بھی تو یہی فرمایا کہ ’’ہم نے 2002ء میں دہشت پسندی میں ملوث تنظیموں پر پابندی تو لگائی مگر اس پر سختی سے گریز کیا کیونکہ ہمیں خطرہ تھا کہ کہیں ہماری اپنی کشتی نہ الٹ جائے‘‘۔ بہرحال صدر نے یہ اعلان بھی تو کیا کہ ’’اب پہلے جیسی حالت نہیں۔ اب ہم بہت مضبوط ہیں‘‘۔ کیا واقعی حکومت مذہبی انتہا پسندوں اور عسکری تنظیموں کے مقابلے میں طاقتور ہے۔ یہ تو آگے چل کر ہی پتہ چلے گا۔

کہنے کو تو وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ’’ہم نے القاعدہ کی طاقت ختم کردی ہے‘‘۔ ان کے اس بیان کے اگلے ہی ہفتے ڈاکٹر ایمن الظواہری کی ویڈیو الجزیرہ ٹیلی ویژن پر چلادی گئی جس میں انہوں نے برطانیہ کو مزید دھماکوں کے لئے تیار رہنے کی دھمکی دی ہے۔ ایم ایم اے کی سرحد حکومت نے پہلے سپریم کورٹ کی اطاعت گزاری کا جو اعلان کیا تھا اب وہ اس سے پھرتی نظر آرہی ہے شاید اس لئے کہ سپریم کورٹ نے حسبہ بل پر فیصلہ نہیں

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں